اہل باطل کا
تحریری رد
کیوں ضروری ہے؟

ازقلم:
کبیر احمد شیخ

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

اہل باطل کا
تحریری رد
کیوں ضروری ہے؟

از قلم:
کبیر احمد شیخ

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نـــــــــــــــام:

اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟

ازقـــــلـــــم:

کبیر احمد شیخ

سَنہ اشــــــاعت:

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ

MARCH 2023

صـــفحات:

95

OUR DESIGNING PARTNER

PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com



اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نامِ رضاؔ تم پہ کروڑوں درود

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

انتساب

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر یہ احسان اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل سے ہمیں ایسی ایسی ہستیوں سے وابستہ کیا ہے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کتاب کو میں اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا شیخ ناظم الحقّانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین

کبیر احمد شیخ

پرنامبٹ، تمل ناڈو، انڈیا

۱، ربیع الاول، ۱۴۴۴ھ

تقریظ

حضرت علامہ و مولانا حسن نوری گونڈوی صاحب قبلہ

خطیب و امام نورانی مسجد، بیگم باغ کالونی، اُجین، ایم پی، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء

و المرسلین وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین۔

محترم و مکرم "کبیر احمد شیخ" صاحب قبلہ کی تازہ تالیف "اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟" پیش نظر ہے چند مقامات سے دیکھا خوب پایا، اپنی معلومات دوسروں تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ تحریر ہے، تحریر محرر کے بعد بھی باقی رہتی ہے بلکہ محرر کے عقائد و نظریات جاننے میں تحریر کافی معاون ہوتی ہے، علوم و فنون دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے تحریر سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، دراصل اہل باطل ہر عہد میں نیے لباس نیے پُرفریب دعوے، اور نیے نام سے امت کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لہذا ان کی نقاب کشائی کے لیے تحریر موثر ذریعہ ہے

مولانا حسن نوری گونڈوی

خطیب و امام نورانی مسجد، بیگم باغ کالونی، اُجین، ایم پی، انڈیا۔ ۱، ربیع الاول، ۱۴۴۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مولوی افضل العلماء یوسف احمد قادری صاحب قبلہ

خلیفہ حضور تاج السنّہ و حضور شیخ الاسلام، دار العلوم عزیزیہ، چنئی، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء

و المرسلین وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین۔

اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟ عزیز دوست کبیر احمد شیخ صاحب قبلہ کی تالیف کردہ کتاب مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ مؤلف نے اپنی اس کتاب میں تحریر کی اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ عوام اہلسنت والجماعت بالخصوص نوجوانوں کو باطل فرقوں سے بات چیت کے اصولوں کو سمجھایا ہے۔

باطل فرقوں کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی کہ وہ اپنی ایک بات پر ثابت قدم نہیں رہتے بہت جلد اپنی بات سے پلٹ جاتے ہیں اس صورت حال میں تحریر کی اہمیت کو مؤلف نے بیان کرتے ہوئے اپنے ذاتی تجربات کو بھی اس کتاب میں تحریر کیا ہے۔

میں دعاگو ہوں کہ اللہ پاک مؤلف کی اس کاوش کو قبول کریں اور مؤلف کے قلم میں برکت عطا فرمائیں آمین۔

آمین بجاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

خاک پائے غوث اعظم

مولوی یوسف احمد قادری

دارالعلوم عزیزیہ، چنئی، انڈیا

۱، ربیع الاول، ۱۴۴۴ھ

تعارف

تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا اور حضور ﷺ کا اُمتی بنایا اور مزید ہمیں اہلِ سنّت و جماعت سے وابستہ فرمایا، جو فرقۂ ناجیہ اور جنتی ہے۔

ہم میں سے ہر کوئی یہ بات جانتا ہے کہ جس دور میں ہم زندگی گزار رہے ہیں وہ فتنوں کا دَور ہے۔ ظالم حکمراں جو اسلام سے نفرت کرتے ہیں اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں، وہ دن رات اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور کھل کر بیانات بھی جاری کرتے ہیں کہ ہم اسلام کو مٹا کر رہیں گے۔ خصوصاً ہندوستان میں یہ حالات بہت ہی کثرت سے پائے جاتے ہیں اور ہر دن کوئی نہ کوئی سازش مسلمانوں کے خلاف برپا کی جارہی ہے۔ اور ایسا کرنے والوں نے ماضی کو پڑھا نہیں ہے اور اسلام کی تاریخ سے واقف نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ اِن ظالموں کی نسلیں تو مٹ سکتی ہیں مگر ہندوستان سے اسلام کو ختم نہیں کر سکتے۔ پوری دنیا میں اسلام باقی رہے گا، ان شاء اللہ قیامت تک۔ یہی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا پیغام اور فیصلہ ہے۔ اب اس صورتِ حال میں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق اور ہندوستان کے قانون کی پیروی کرتے ہوئے اِن ظالموں کا رَد کریں۔

یہ مسئلہ تو سیاست سے جُڑا ہوا ہے جو ظالم حکمرانوں سے وابستہ ہے۔ اب دوسرا سب سے بڑا فتنہ نام نہاد مسلمانوں کا ہے، جنھیں اہلِ علم حضرات فرقۂ باطلہ اور بدمذہب کہتے ہیں۔ یعنی ہر وہ فرقہ باطل ہے جس نے صحابۂ کرام اور سلف صالحین کے نظریات و عقائد کا رَد کیا۔ ہمیشہ سے اہلِ باطل فرقوں نے اہلِ سنّت کے عقائد و نظریات کے خلاف تقریری رَد کے ساتھ ساتھ تحریری رَد بھی کیا اور سیکڑوں کتابیں ان کی طرف سے لکھی گئیں، جس میں اہلِ سنّت کو کافر، مُشرک، بدعتی، قبر پرست، پیر پرست، ارواح پرست، قبر پجاری وغیرہ کے الفاظ سے نوازا ہے۔ اپنے باطل عقائد کو لوگوں پر مسلّط کرنے کے لیے قرآن پاک کے غلط تراجم، من گھڑت تفاسیر اور احادیث کریمہ میں تحریفات کرنے لگے اور سیکڑوں کتابیں شائع کر ڈالی۔ جب اِن کتابوں نے اُمّت میں انتشار پھیلانا شروع کیا تو علمائے اہلِ سنّت نے ان باطل فرقوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور قلمی جہاد کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کے ایمان کو بچایا۔ الحمدللہ! انہی علمائے اہلِ سنّت کی بدولت آج ہم لوگ ایمان کے ساتھ سلامت ہیں۔ اگر علمائے اہلِ سنّت نے ان کا تحریری رَد نہ کیا ہوتا تو اللہ بہتر جانتا ہے آج ہم کن گمراہ جماعتوں میں ہوتے۔ الحمدللہ! یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر احسان ہے۔

علمائے اہلِ سنّت نے اپنی پوری زندگی صرف اسی کام میں صَرف کر دی اور باطل فرقوں کا رَد کرتے رہے، تاکہ ہمارا ایمان سلامت رہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے بہت

سے نوجوان ایسے ہیں جو ہر چیز میں آسانی تلاش کرتے ہیں اور وہ کسی بھی صورتِ حال میں علماء سے گفتگو کرنا، ان کے ساتھ بیٹھنا، وقت دینا اور علماء کی کتابوں کو پڑھنا پسند نہیں کرتے۔ وہ اس لیے کہ ان حضرات کے پاس وقت ہی نہیں ہے۔ جتنا بھی وقت ملا صرف موبائل فون اور سوشل میڈیا پر برباد کر دیا۔ علماء کی صحبت ان کے لیے موت ہے۔ جو بھی مسئلہ ہو یہ سوشل میڈیا سے نکالتے ہیں اور اس میں جو بات سامنے آئے اور جو مسئلہ آسان ان کے نفس کے موافق ملے، اُسے اُٹھالیں گے۔ ہر بات میں آسانی ہی آسانی ہے۔ فقیر نے ایسے کئی نوجوانوں کو دیکھا ہے جو کتابوں کے نام سُن کر بے زار ہو جاتے ہیں اور چہرے کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ یہ لوگ علمائے اہلِ سنّت کا شکر ادا کرنا تو دور اُلٹا علماء پر تنقید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء ہمیشہ تحریروں میں پڑے رہتے ہیں، دنیا کتنی آگے نکل گئی، یہ لوگ ابھی بھی وہی باتیں کر رہے ہیں۔ معاذ اللہ! یہ علماء کی ہی نہیں بلکہ علم کی بھی توہین ہے جو انسان کو کفر تک لے کر جا سکتی ہے۔ اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

فقیر نے جب کئی حضرات کو اس خوفناک سوچ سے گذرتے ہوئے دیکھا تو دل میں ارادہ کیا، کیوں نہ اس مسئلے پر ایک مختصر مضمون لکھا جائے، جس میں تحریری رَد کی اہمیت کو واضح اور آسان الفاظ میں بیان کیا جائے۔ اسی نیت کے ساتھ فقیر نے اس مضمون کو لکھنا شروع کیا۔ اور الحمدللہ! جس دن یہ مضمون لکھنا شروع کیا تو اُسی دن معلوم ہوا کہ

اشرف الفقہاء حضرت علامہ مجیب اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا عرس تھا۔ پھر حضرت کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرنے کے بعد مضمون لکھنے کا کام شروع کیا۔ اس مضمون کا مقصد صرف اور صرف نوجوانوں کی اصلاح ہے اور اُن کو تحریری رَد کی اہمیت بتانا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے انما الاعمال بالنیات (بے شک ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے)۔

اِن شاءاللہ اس مضمون میں ہم پڑھیں گے:

(۱) تحریری رَد کی شرعی حیثیت

(۲) کیا قرآن و حدیث میں تحریری رَد کا ثبوت ملتا ہے؟

(۳) کیا آج کے دور میں تحریری رَد ضروری ہے؟

تحریر کسے کہتے ہیں؟

تحریر کے معنی ہیں نوشت، لکھنا، عبارت، مضمون، خط، رقعہ، خط و کتابت وغیرہ وغیرہ (فیروز اللغات) عمومی طور پر ہمارے یہاں جو بھی الفاظ قلم کے ذریعے کسی کاغذ پر لکھ دیئے جاتے ہیں اُسے تحریر کہا جاتا ہے۔ تحریر کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی زیادہ صفحات کے ساتھ کتابی شکل میں، تو کبھی مختصر صفحات کے ساتھ کتابچہ یا رسالہ کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ بہرحال تحریر ضرورت کے مطابق کی جاتی ہے، جس سے پیغامات ایک سے دوسرے تک پہنچائے جاتے ہیں۔

تحریر کا مقصد

ہر تحریر کا ایک مقصد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے تحریر کی جاتی ہے۔ ہر وہ تحریر جو بے بنیاد اور بغیر کسی مقصد کے کی جائے وہ باطل اور مردود ہے۔ ایسی تحریروں کا کرنا اور پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

تحریر کرنے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی خیر و عافیت دریافت کرنے کے لیے، کبھی پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے، کبھی کسی بات کی تائید یا رَد کرنے کے لیے، کبھی چند معلومات دریافت کرنے کے لیے، کبھی کسی کام کا حکم دینے کے لیے، تو

کبھی کسی کام سے روکنے کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ تحریر کرنے والا اس بات پر دھیان دے کہ وہ کس کے لیے تحریر کر رہا ہے؟ اور اس تحریر سے کیا فائدہ ہو گا؟ کیا واقعی تحریر ضروری ہے؟ تحریر میں وہ کس سے مخاطب ہے؟ کیا تحریر موجودہ حالات پر دلالت کرتی ہے؟ کیا تحریر کو حاصل کرنے والا اُس کا مستحِق ہے؟ کیا تحریر میں الفاظ واضح ہیں؟ کیا تحریر میں اور تشریح یا تبصرہ کی ضرورت ہے؟ کیا تحریر کی تصحیح مکمل ہو گئی یا نظر ثانی باقی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر آپ موجودہ دَور کے حالات کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہو گا کہ ہر کام میں تحریر پائی جاتی ہے، مگر صورتیں الگ الگ ہیں۔ تحریر صرف کاغذ کی شکل میں نہیں پائی جاتی بلکہ آج کل الیکٹرانک اور ڈِجیٹل میڈیا کا زمانہ ہے اور ہر پیغام کسی نہ کسی شکل میں تحریری طور پر موجود ہے۔ ہم کسی بھی مرحلے میں تحریروں سے نہیں بچ سکتے۔ چند مثالیں ملاحظہ کریں:

(۱) موبائل اور کمپیوٹر میں جتنے بھی پیغامات بھیجتے یا وصول کرتے ہیں، سب کے سب تحریری طور پر موجود ہے۔

(۲) بینک اکاؤنٹ، کاروباری دستاویز، پرسنل انفارمیشن وغیرہ سب تحریری ہیں۔

(۳) ملازمت اور کاروبار کے دوران کی جانے والی تمام معلومات تحریری طور پر موجود ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ پچھلے زمانے میں کاغذ پر لکھ کر استعمال کی جاتی تھیں، مگر اب

ہر معلومات کو ڈِجیٹل بنا دیا گیا ہے اور انٹرنیٹ میں کسی خاص جگہ پر محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ تبدیلیاں اور ٹیکنالوجی چاہے جتنی بھی ترقی کر جائے، تحریر کا وجود کسی نہ کسی صورت میں قائم رہے گا۔

(۴) انسان پیدا ہونے سے لے کر موت تک جتنے بھی دستاویزات بنائے جاتے ہیں، سب تحریری شکل میں ہی پائے جاتے ہیں جیسے

Birth Certificate, School Admission Certificate, Employment Job Offer Letter, Marriage Register, Property Documents, Death Certificate

وغیرہ وغیرہ۔

اوپر پیش کردہ چند مثالیں کافی ہیں، مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اِن مثالوں سے صرف اتنا سمجھانا مقصود تھا کہ تحریر کے بغیر روز مرّہ کی زندگی کے کئی کام ممکن ہی نہیں۔ جب ان تمام تحریروں کو انجام دینے اور اُن کو تسلیم کرنے میں لوگ سُستی نہیں کرتے تو پھر صرف دینی تحریروں سے کیوں دور بھاگتے ہیں؟ دینی تعلیمات کی تحریروں کو پڑھنے کو کیوں مجبوری سمجھتے ہیں؟ کیوں علمائے کرام کو اُن کی تحریروں کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟ کیوں علمائے اہلِ سنّت کے کام کو فرقہ واریت کا نام دیا جاتا ہے؟ کیوں علماء پر تبرّا کیا جاتا ہے؟ خدا کے لیے ان باتوں پر غور کیجیے اور علمائے اہلِ سنّت کی موجودگی کو غنیمت جانیں اور اُن کا دل سے احترام کریں۔ یہ مختصر مضمون صرف علمائے

اہلِ سنّت کی تحریر کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے لکھا گیا ہے۔

علمائے اہلِ سنّت کی جتنی بھی تحریریں ہیں، اُن کا مقصد صرف اُمّتِ مسلمہ کی اصلاح ہے۔ ان میں سے چند مقاصد یہاں پر درج کیے جاتے ہیں:

(۱) اُمّتِ مسلمہ کو باطل فرقوں کی گمراہیت سے بچانا۔

(۲) اُمّتِ مسلمہ کو سوادِ اعظم سے جوڑنا اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھنا۔

(۳) حق اور باطل کے درمیان فرق واضح کرنا۔

(۴) فقہی، اعتقادی، معاشراتی مسائل کو قرآن، سنّت، اجماع اور قیاس کے ذریعے حل کر کے احکامِ شرع کو نافذ کرنا۔

(۵) موجودہ دَور کے فتنوں سے آگاہ کرنا۔

(۶) باطل فرقوں کے کفریہ عقائد و نظریات کا پردہ فاش کرنا۔

(۷) قرآن و حدیث میں بد مذہبوں نے جو تحریفات کی ہیں، ان کو اُمّت کے سامنے رکھنا۔

(۸) ناموسِ رسالت اور ناموسِ صحابہ پر پہرہ دینا۔

(۹) عقائد اہلِ سنّت اور علمائے اہلِ سنّت پر جتنے بھی اعتراضات بد مذہبوں نے کیے، اُن کا منہ توڑ جواب دینا۔

(۱۰) بدعات و خرافات کی ضلالتوں سے پاک کرنا۔

(۱۱)علم اور علما کی اہمیت و فضائل بتانا۔

(۱۲)ختم نبوت کے مُنکروں سے قلمی جہاد کرنا۔

(۱۳)عقائد اہل سنّت کا دفاع کرنا۔

(۱۴) ائمہ اربعہ کے مذاہب سے اُمتِ مسلمہ کو جوڑنا اور غیر مقلدوں کے مکر و فریب سے بچانا۔

(۱۵) مدارس، مساجد، خانقاہیں جو اہلِ سنّت سے وابستہ ہیں ان کی حفاظت کرنا۔

(۱۶) معمولاتِ اہلِ سنّت جیسے میلادِ مصطفیٰ ﷺ، عرسِ اولیاء اللہ، ایصالِ ثواب کی محافل وغیرہ کو شرعی اُصولوں کے ساتھ برقرار رکھنا۔

(۱۷)علمائے اہلِ سنّت کی تصانیف سے اُمتِ مسلمہ کو فیض یاب رکھنا۔

فقیر نے چند مقاصد یہاں پیش کیے جو ذہن میں تھے، اس کے علاوہ اور بھی ہوسکتے ہیں مگر بنیادی بات لوگوں کی اصلاح ہے، وہ اس لیے کہ علمائے کرام کی ذمہ داریاں بہت بڑی ہے، جس کا ذکر آگے پیش کیا جائے گا۔ اب آگے چلتے ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آخر تحریر کی اہمیت کیا ہے؟ کیوں علمائے اہلِ سنّت پوری زندگی اسی میں صَرف کر دیتے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کے درمیان کتابوں کا سمندر چھوڑ جاتے ہیں۔ آخر وہ کونسی بات تھی جس کی وجہ سے علمائے کرام نے تحریروں کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ قیامت تک رہے گا۔ عام انسان جب یہ سوچتا ہے تو دنگ رہ جاتا ہے، وہ

اس لیے کہ دنیا کتنی تیزی سے گذر رہی ہے۔ ہر انسان زندگی کے مختلف اُمور میں پھنس کر گرفتار ہے یہاں تک کہ اسی بھاگ دوڑ میں اُس کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ پھر بھی جو کچھ دنیا میں اُس نے کیا مکمل نہ ہو سکا اور اس طرح آخرت کی تیاری سے بھی غافل رہا۔

مگر علمائے ربانئین کو دیکھیے۔ اللہ اکبر! پوری زندگی کتاب و سنّت کو پڑھنے اور پڑھانے میں نکال دیتے ہیں۔ ان علمائے کرام کا حال تو یہ ہے کہ جس دن سے مدرسے میں تعلیم شروع کی، زندگی کے آخری لمحے تک اُسی ماحول میں رہتے ہیں۔ یہ علمائے کرام دنیا کے کئی فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ عام انسان کو سوچنا چاہیے کہ علمائے کرام کتنے سمجھ دار اور ہوشیار ہیں، جنھوں نے اس مختصر زندگی کے عیش و آرام کو ترک کر کے ہمیشہ کے لیے جنت الفردوس میں ملنے والی نعمتوں پر دھیان دیا اور پوری زندگی شریعت پر عمل کرتے رہے۔

مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ اس مختصر زندگی کے سکون و آرام کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے منہ پھیر لیا۔ پھر بھی ہم علما پر تنقید کرتے ہیں اور ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہ گمراہی اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟ اے میرے پیارے! علمائے کرام کی قدر کر اور اُن سے جُڑ جا اور اُن کی موجودگی کو غنیمت سمجھ، کیوں کہ حدیث میں ہے ’’العلماء ورثۃ الانبیاء‘‘ یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب اوّل، فضیلۃ العلم)

تحریر کی اہمیت

تحریر کی اہمیت کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے جاننے سے پہلے ایک عقلی دلیل ملاحظہ کریں۔ عمر اور بکر دونوں بہت گہرے دوست ہیں۔ عمر نے کہا: آپ مجھے ایک لاکھ روپے دیں اور میں آپ کو ۱۵/ دن میں لوٹا دوں گا۔ اگر میں لوٹانے سے محروم رہ گیا تو آپ میری فلاں چیز کو لے جا سکتے ہیں اور پیسے واپس ملنے کے بعد وہ چیز مجھے دے سکتے ہیں۔ اب بکر اس بات پر راضی ہو گیا۔ یہ معاملہ ختم ہونے والا ہی تھا کہ اتفاقاً زید وہاں آ گیا اور اُس نے بکر سے کہا کہ بات تو ٹھیک ہے مگر صرف قول سے کام نہیں چلے گا۔ جو بھی درمیانی گفتگو ہوئی یہ معاہدہ کاغذ پر لکھ دیتے ہیں اور دستخط کر دیتے ہیں اور اُسے دستاویز کی شکل میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ زمانے کے حالات بدلنے سے لوگوں کے اقوال بھی بدل جاتے ہیں۔ اب معاہدہ کاغذ پر دستخط کرنے کے بعد عمر کا قول سیاسی قوت پا گیا۔ آگے چل کر بکر کو مستقبل کے حال کی کوئی پریشانی نہیں۔ یہی اہمیت ہے تحریر کی۔ جب دنیاوی تحریر اس قدر قوت رکھتی ہے تو پھر علمائے اہلِ سنّت کے قلم سے کی گئی تحریرات کا کیا عالم ہو گا۔ اللہ اکبر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ O

ترجمۂ کنزالایمان: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم۔

(وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم)۔ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے لوگ لکھتے ہیں اور "ان کے لکھے" سے مراد لوگوں کی دینی تحریریں ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے فرشتے لکھتے ہیں اور "اُن کے لکھے" سے بنی آدم کے اعمال کے نگہبان فرشتوں کا لکھا مراد ہے یا اُن فرشتوں کا لکھا مراد ہے جو لوحِ محفوظ سے عالَم میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات اپنے صحیفوں میں لکھتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس قلم سے وہ قلم مراد ہے جس سے لوحِ محفوظ پر لکھا گیا، یہ نوری قلم ہے اور اس کی لمبائی زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہے اور "ان کے لکھے" سے لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا مراد ہے۔

اس قلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوحِ محفوظ پر قیامت تک ہونے والے تمام اُمور لکھ دیئے ہیں، جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے فرمایا لکھ۔ وہ عرض گزار ہوا: اے میرے رب! عزوجل، میں کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: "جو کچھ ہو چکا اور جو اَبد تک ہو گا سب کی تقدیر لکھ دے۔"

(ترمذی، کتاب القدر)

(تفسیر صراط الجنان، تحت: القلم:۱)

دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ O فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ O

ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوحِ محفوظ میں۔

(بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ: بلکہ وہ بہت بزرگی والا قرآن ہے) اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے بارے میں کفّار کا جو گمان ہے کہ یہ شعر اور کہانَت ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ تو بہت بزرگی والا قرآن ہے اور اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں سے بڑا ہے اور وہ لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

(تفسیر صراط الجنان، تحت: البروج:۲۱۔۲۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور وہ ہر طرح کے تغیّر اور تحریف سے محفوظ ہے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں کفّار کا رَد کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ ہرگز شعر وشاعری نہیں ہو سکتی۔

سورۃ القلم کی تفسیر سے ہم نے پڑھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کے ذریعے ماکان ومایکون کے تمام احوال لکھ دیئے۔ دوسری حدیثوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کے نور کو اپنے

نور سے پیدا کیا۔ اور پھر نبی ﷺ کے نور سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، جس میں قلم بھی ہے۔ یہ طویل حدیث مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے۔ اس حدیث کو حدیثِ نور یا حدیثِ جابر بھی کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے مختصر متن یہاں پیش کرتا ہوں۔

حدیثِ نور

عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَّعَمَرٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرٍ عَن جَابِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى؟ فَقَالَ:

ترجمہ: امام عبدالرّزاق (متوفی ۲۱۱ھ) معمر سے، وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شئے پیدا کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هُوَ نُوْرُ نَبِيِّکَ يَا جَابِرُ خَلَقَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ خَلَقَ فِيْهِ كُلَّ خَيْرٍوَّ خَلَقَ بَعْدَهٗ كُلَّ شَیْءٍ، وَ حِيْنَ خَلَقَهٗ اَقَامَهٗ قُدَّامَهٗ مِنْ مَّقَامِ الْقُرْبِ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ،

ترجمہ: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس

میں ہر خیر پیدا کی، اور اس کے بعد ہر شئے پیدا کی اور جب اس نور کو پیدا فرمایا
تو اسے بارہ ہزار سال تک مقامِ قرب پر اپنے سامنے فائز رکھا۔

ثُمَّ جَعَلَهُ اَرْبَعَةَ اَقْسَامٍ فَخَلَقَ الْعَرْشَ وَالْكُرْسِيِّ مِنْ قِسْمٍ وَّ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَ خَزَنَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ قِسْمٍ وَ اَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِيْ مَقَامِ الْحُبِّ اِثْنِيْ عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

ترجمہ:۔ پھر اس کے چار حصّے کیے، ایک حصہ سے عرش و کرسی، دوسرے حصّے سے حاملین عرش اور خازنین کرسی پیدا کیے، پھر چوتھے حصّے کو مقامِ محبت پر بارہ ہزار سال قائم رکھا۔

ثُمَّ جَعَلَهُ اَرْبَعَةَ اَقْسَامٍ فَخَلَقَ الْقَلَمَ مِنْ قِسْمٍ، وَ اللَّوْحَ مِنْ قِسْمٍ، وَ الْجَنَّةَ مِنْ قَسْمٍ، ثُمَّ اَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِيْ مَقَامِ الْخَوْفِ اِثْنِيْ عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

ترجمہ: پھر اسے چار میں تقسیم کیا، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقامِ خوف پر بارہ ہزار سال رکھا۔

اوپر پیش کردہ آیاتِ کریمہ اور احادیث سے قلم کی اہمیت و مرتبہ اور تحریر کی ضرورت بھی واضح ہوگئی۔ پہلی بات تو اللہ نے اُسے نبی ﷺ کے نور سے پیدا فرمایا، پھر لوحِ محفوظ کو پیدا کیا اور پھر ماکان و مایکون کے تمام علوم کو تحریری شکل دے دیا۔

اس بات سے بھی آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قلم اور تحریر کی اہمیت کیا ہے؟ قلم اتنا معتبر ہے کہ اللہ اس کی قسم اُٹھا رہا ہے کچھ تو بات ہوگی اس قلم میں؟ تو فقیر کا وِجدان کہتا ہے کہ قلم کو یہ مرتبہ اس لیے ملا کہ وہ تحریر کے ساتھ وابستہ تھا۔ جب تک تحریر کا وجود نہ تھا قلم کی اصل بھی محدود تھی اور جب تحریر وجود میں آئی تو اس تحریر کی معرفت سے کئی چیزیں روشن ہوگئیں۔ یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ ویسے تو لوحِ محفوظ میں قلم نے سب کچھ لکھ دیا جس کا اللہ نے اُسے حکم دیا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلم کو یہ مرتبہ دیا اِس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اِس پوری تحریر میں قلم نے اُس کے پیارے نبی ﷺ کی سیرت و نورانیت کے تذکرے بھی لکھے ہوئے ہیں۔ قلم نے لوحِ محفوظ میں آپ ﷺ کے نورانی چہرے کے متعلق لکھا۔ آپ ﷺ کا بیٹھنا، اُٹھنا، چلنا، پھرنا، مسکرانا، کلام کرنا، اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ہر اُس چیز کو لکھا جو آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے تعلق رکھتی ہے۔ تو اِس گناہ گار فقیر کا وِجدان یہی کہتا ہے کہ جتنا بھی قلم نے لکھا، اُن سب تحریروں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہی تحریر ہوگی جس میں اُس کے پیارے حبیب کا ذکر لکھا گیا ہے۔ سبحان اللہ! وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ۔ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بُلند کیا۔ (ترجمۂ کنزالایمان، الم نشرح:۴) اور اسی طرح سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنے کے بعد فرمایا: وَلَولَا محمد مَا خَلَقتُک۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی تخلیق نہ کرتا۔

(المستدرک)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے:

وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ۙ۝ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں مُعزز لکھنے والے۔

(الانفطار: ۱۰۔۱۱)

اس آیت کریمہ سے بھی تحریر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعمال لکھنے والے فرشتے مقرر کردیئے ہیں، جو ہر اچھے اور بُرے عمل کو لکھ لیتے ہیں اور یہی اعمال آخرت میں پیش کیے جائیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡہُ ؕ وَلۡیَکۡتُبۡ بَّیۡنَکُمۡ کَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو جب تم ایک مقرّر مدّت تک کسی دَین کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے۔ (البقرہ: ۲۸۲)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صاحبِ صراط الجنان لکھتے ہیں:

اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی

جب تم ایک مقرر مدّت تک کسی قرض کا لین دین کرو۔

اس آیت میں تجارت اور باہمی لین دین کا اہم اُصول بیان کیا گیا ہے اور مجموعی طور پر آیت میں یہ احکام دیے گئے ہیں:

(۱) جب اُدھار کا کوئی معاملہ ہو، خواہ قرض کا لین دین ہو یا خرید و فروخت کا، رقم پہلے دی ہو اور مال بعد میں لینا ہے یا مال اُدھار پر دے دیا اور رقم بعد میں وصول کرنی ہے، یونہی دُکان یا مکان کرایہ پر لیتے ہوئے ایڈوانس یا کرایہ کا معاملہ ہو، اس طرح کی تمام صورتوں میں معاہدہ لکھ لینا چاہیے۔ یہ حکم واجب نہیں لیکن اس پر عمل کرنا بہت سی تکالیف سے بچاتا ہے۔ ہمارے زمانے میں تو اس حکم پر عمل کرنا انتہائی اہم ہو چکا ہے کیوں کہ دوسروں کا مال دبا لینا، معاہدوں سے مُکر جانا اور کوئی ثبوت نہ ہونے کی صورت میں اصل رقم کے لازم ہونے سے انکار کرنا ہر طرف عام ہو چکا ہے۔ لہٰذا جو اپنی عافیت چاہتا ہے وہ اس حکم پر ضرور عمل کرلے ورنہ بعد میں صرف پچھتانا ہی نصیب ہو گا۔ اسی لیے آیت کے درمیان میں فرمایا کہ ”اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا، اسے اس کی مدّت تک لکھنے میں اُکتاؤ نہیں۔ (تفسیر: صراط الجنان، تحت: البقرہ: ۲۸۲)

اب تک جتنی بھی باتیں ہم نے پیش کیں، اُس سے واضح ہو گیا کہ تحریر کے بغیر کوئی کام ممکن ہی نہیں اور انسان کسی بھی طرح تحریروں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ یہاں تک کہ خود اُس کی تقدیر بھی لوحِ محفوظ میں تحریری شکل میں ہے۔ ان شاء اللہ! آگے آنے

والے صفحات میں ہم یہ واضح کریں گے کہ اہلِ باطل کا تحریری رَد کیوں ضروری ہے؟

حدیث پاک میں ہے:

قَیِّدُوا الْعِلمَ بِالْکِتَابِ۔

ترجمہ: علم کو کتاب میں قید کرلو۔ (طبقات المحدثین باصحاب، حدیث:۹۰۹)

قَیِّدُوا الْعِلمَ بِالْکِتَابَۃِ۔

ترجمہ: علم کو لکھ کر قید کرلو۔ (نوادِر الاصول، جلد:۱، ص:۲۱۵، حدیث:۱۶۷)

قواعد فقہیہ میں ہے:

اَلْکِتَابُ کَالْخِطَابِ۔

ترجمہ: لکھ کر دینا زبان سے بولنے کے حکم میں ہے۔

اس قاعدہ کے مطابق صرف دُنیاوی مسائل نہیں بلکہ دین کے احکامات بھی تحریری شکل میں ہونا لازم آتا ہے، وہ بھی آج کے دور میں۔

علمائے اہلِ سُنّت کی تحریریں

علمائے اہلِ سنّت کی تحریروں میں قرآن و حدیث کی صحیح تشریحات ہوتی ہیں۔ نفسی اور من گھڑت باتیں نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک جتنی بھی باتیں ہم تک پہنچی ہیں سب انھیں علمائے اہلِ سنّت کی محنت اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

ذرا اِس بات کا اندازہ لگائیے اور دیکھیے کہ کتنے محدثین، مفسّرین، فقہا کرام، مُتکلمین گزرے ہیں جنھوں نے ہزاروں کتابیں تحریر کر ڈالیں۔ بلاشبہ اس کی برکت سے آج ہم صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ علمائے اہلِ سنّت کی تحریروں میں آپ کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت، انبیائے کرام، اہلِ بیت، صحابۂ کرام و دیگر صالحین کی عظمت ملے گی، جس سے مومن کا دل نور سے منور ہو جاتا ہے۔ علمائے اہلِ سنّت کی تحریروں میں اللہ اور اس کے رسولوں کی طرف عیب منسوب نہیں کئے جاتے، وہ اس لیے کہ ان میں عیب کا ہونا محال ہے اور کوئی مسلمان اِن پر عیب کا گمان بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں کفّار، مشرکین اور اہل باطلہ جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی وہ لوگ ہزاروں عیب تلاش کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں اور اُس کی تائید بھی کرتے ہیں۔ انھیں ظالموں سے قلمی جہاد کرنے کے لیے اہلِ سنّت کے علماء نے ہر دَور میں قلم اُٹھایا ہے۔

اہلِ باطل کی تحریریں

اہل باطل کی تحریروں میں اللہ تبارک و تعالیٰ، انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء و صالحین کی شان میں بدترین گستاخیاں پائی جاتی ہیں جن میں اکثر عبارات پر حکم کفر بھی لازم آتا ہے۔ اور یہ لوگ اپنے کفریہ عبارات کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے

لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر کامیاب نہ ہو سکے اور نہ قیامت تک ہوں گے۔ قیامت کے دن بھی رُسوا، ذلیل و خوار ہوں گے۔ آپ "کتاب التوحید" (محمد بن عبدالوہاب نجدی) اور "تقویۃ الایمان" (اسمٰعیل دہلوی) کتابوں کا مطالعہ کر لیں۔ یہ دونوں کتابیں خارجی اُصولوں کو زندہ کرنے کے لیے لکھی گئی تھی۔ خارجیوں کے اُصول تو بہت ہیں مگر یہاں صرف ایک اُصول پیش کرتا ہوں۔ صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ کریں:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: یہ لوگ اُن آیات جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری، باب قَتْلِ الْخُوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجّةِ عليهم)

اسی خارجی اُصولوں کے تحت اُمتِ مسلمہ کو کافر و مشرک قرار دیا مگر آج بھی غیر مقلد وہابی، دیوبندی ان کتابوں کو سر پر اُٹھائے گھومتے ہیں اور اس کی تائید میں کئی کتابیں بھی تصنیف کر چکے ہیں۔ سُن لو خارجیو! تمہیں اپنے خارجی اُصول مبارک ہو اور ہم بس اتنا کہیں گے کہ آخرت میں تمہارا معاملہ انھیں خارجیوں کے ساتھ ہو اور

ہمارے لیے الحمدللہ! علمائے اہلِ سنّت کی نسبت کافی ہے۔

فتنے کا دَور

موجودہ دور فتنوں کا دَور ہے، جس کی بشارت نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی اُمت کو دے دی تھی۔ واضح الفاظ میں تمام فتنوں کی نشان دہی کر دی اور اُمت مسلمہ کو آگاہ کر دیا۔ جو بھی اس نصیحت کو پڑھے اور عمل کرے تو ایمان کی حفاظت ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت کرے۔ آمین

جیسے کہ حدیث میں آیا ہے:

(۱) وَعَنْ أُسَامَة بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلى أُطُمٍ مِنْ أَطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ قَالُوْا: لَا۔ قَالَ: فَإِنِّيْ لأرى الفِتَن خلال بُيُوْتِكُمْ كوقع الْمطر۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر تشریف لے گئے۔ پھر فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا کہ میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش گرنے کی طرح گر رہے ہیں۔ (متفق علیہ)

(۲) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ يُقْبَضُ الْعِلَمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَ يَكْثُرُ الْهَرْجُ۔ قَالُوْا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ۔

ترجمہ: روایت ہے انھیں سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، زمانہ چھوٹا ہو جاوے گا اور علم اُٹھا لیا جاوے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور بخل ڈال دیا جاوے گا۔ ہرج بڑھ جاوے گا۔ لوگوں نے عرض کیا ہرج کیا ہے؟ فرمایا: قتل۔ (متفق علیہ)

(۳) وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسارٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ۔ رواه مسلم۔

روایت ہے حضرت معقل ابن یسار سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فتنوں کے زمانے میں عبادت ایسی ہے جیسے میری طرف ہجرت۔ (مسلم)

(۴) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: وَاللهِ مَا أَدْرِيْ اَنْسِىَ أَصْحَابِىْ أَمْ تَنَاسَوا؟ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِىَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيْهِ و اسمِ قبيلتِه۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗد)

روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھلا بیٹھے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے دنیا ختم ہونے تک تمام فتنہ گروں کو جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں نہیں چھوڑا مگر ہم کو ان کے نام بتادیئے اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلہ کا نام۔ (ابوداؤد)

(۵) وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى اُمَّتِىْ الْأَئِمَّةَ الْمُضَلِّيْنَ وَ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِىْ اُمَّتِى لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (رواہ ابو داؤد و الترمذی)

روایت ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اپنی اُمت پر گمراہ گر پیشواؤں کا خوف کرتا ہوں (۱) اور جب میری اُمت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو ان سے روزِ قیامت تک نہ اُٹھے گی (۲)۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۱) علما فرماتے ہیں کہ تلوار کے فتنے سے علمی فتنہ بڑا ہے۔ خونخوار ظالم ایک آدمی کی زندگی ختم کردیتا ہے مگر فتنہ گر گمراہ عالم ہزارہا خاندان کی روحانی زندگی تباہ کرڈالتا ہے، اس لیے حضور ﷺ نے خصوصیت سے ان پر خوف ظاہر فرمایا۔

(۲) چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے وقت سے مسلمانوں میں کشت وخون شروع ہوا ہے۔ آج تک تلوار میان میں نہیں پہنچی، یہ ہے اس مخبر صادق

ﷺ کا علم اور یہ ہے ان کی خبر کی تصدیق۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ایک پیاری حدیث نقل کی گئی ہے، جو موجودہ دور کے لیے بہت اہم ہے۔

وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ: قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيْلَ بْنَ يَزِيْدَ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں جھوٹے دجّال لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا، کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنہ میں نہ مبتلا کر دیں۔ (مسلم شریف، کتاب المقدمہ)

اللہ اکبر! اس حدیث میں کتنے واضح الفاظ کے ساتھ پیارے آقائے کریم ﷺ کی نصیحت موجود ہے۔ آج یہی معاملہ ہمارے معاشرے میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔ جاہل لوگ قرآن و حدیث کی غلط تشریحات کر کے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ کر رہے ہیں اور جھوٹی

باتوں کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور ہمارے کئی نوجوان اِن کی غلط تشریحات کو سُن کر گمراہ ہو رہے ہیں۔

اسی صحیح مسلم کے مقدمہ میں ایک اور بھی حدیث موجود ہے، جس میں جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی ممانعت ہے۔

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کر دے۔ (مسلم شریف، کتاب المقدمہ)

اس حدیث کو آپ نے پڑھ لیا اور سرکار ﷺ کا فرمان سمجھ لیا۔ اب میں آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں اور آپ سے گذارش کروں گا کہ تعصب کا آئینہ اُتار کر چند لمحات کے لیے غور و فکر کریں اور سمجھیں کہ دیوبندی کتنے بڑے مکّار اور فریبی ہیں۔ کس طرح حدیث کی من گھڑت تشریحات بیان کر کے لوگوں کے ایمان کو

برباد کر رہے ہیں۔

چند روز قبل اس فقیر نے آن لائن سے ایک ماہنامہ رسالہ ڈاؤن لوڈ کیا، جس کا مضمون تھا "بدعت کیا ہے؟" اس کو ترتیب دینے والا عطاء اللہ بندیالوی ہے۔ اور یہ رسالہ دیوبند کی ویب سائٹ پر آج بھی موجود ہے، جو کہ ماہ نامہ دارالعلوم شمارہ ۱۲، جلد ۸۹، ذی قعدہ ۱۴۲۶ ہجری مطابق دسمبر ۲۰۰۵ء کو شائع ہوا تھا۔ یہ کل ملا کر ۱۹/ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کئی باتیں عقائدِ اہلِ سنّت کے خلاف لکھی گئی ہیں جو بے اصل اور بے بنیاد ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک عبارت پیش کروں گا اور اُمید کروں گا کہ دیوبندیوں کے دجل و فریب اور حدیث دانی کی دھجّیاں اُڑانے کو یہی ایک عبارت کافی رہے گی۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳ پر حجۃ الوداع کے متعلق ایک حدیث لکھی گئی ہے اور اُس کی من گھڑت تشریح کی گئی ہے جو کسی محدثین کے قول سے نہیں ملتی۔ اتنا بے باک ہو کر جھوٹ لکھا گیا ہے کہ اِبلیس کو بھی حیا آجائے۔ مصنف اپنی جہالت کا خود اظہار کچھ یوں کرتا ہے، ملاحظہ کریں۔

پھر ۹ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ عرفات کے میدان میں ایک لاکھ سے زائد صحابہ کے سامنے تاریخی خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، کہ لوگو! مجھ سے دین حاصل کرلو! لوگو! میری باتیں غور سے سنو!۔۔۔لَعَلِّی لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ہٰذَا ۔۔۔۔ ہوسکتا ہے میں آئندہ سال تمہیں نہ دیکھ سکوں۔

(جو لوگ نبی اکرم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں وہ اس ارشاد پر غور فرمائیں۔ نبی اکرم ﷺ کتنے واضح اور صاف الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور پھر تم کو نہ دیکھ سکوں، نیز معلوم ہوا کہ قبر پر آنے والوں کو بھی نہیں دیکھتے) (رسالہ: بدعت کیا ہے؟، ص ۳)

آپ نے اوپر کی عبارت سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ حدیث بیان کرنے کے بعد مصنف نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر پر آنے والے کو بھی نہیں دیکھتے۔ کیا یہ اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ ہے؟ یہ عقیدہ تو خود دیوبندیوں کے خلاف ہے۔ اگر آپ اکابرین دیوبند کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ان کے اکابرین مرنے کے بعد جسم کے ساتھ گھر تشریف لاتے ہیں اور مٹھائیاں بھی دے کر جاتے ہیں اور جب مدرسہ دیوبند میں کچھ معاملات پیش آئیں تو جسم کے ساتھ آکر حل بھی کر دیتے ہیں۔ لعنت ہو ایسی سوچ پر جو اپنے اکابرین کی شان اس طرح بیان کرے اور لکھے مگر جب بات حضور ﷺ کی آئے تو لکھ دے کہ قبر پر آنے والے کو بھی نہیں دیکھتے۔ معاذ اللہ! یہ چونکہ الگ موضوع ہے، ان شاء اللہ اس پر کبھی تحریر کروں گا۔ بتانا یہ مقصد تھا کہ جب اہلِ باطل اس طرح کی بکواس کو لکھیں اور شائع بھی کریں تو لوگ ان پر تنقید نہیں کرتے اور انھیں روکتے نہیں۔ اگر کوئی سنّی عالم دین اس طرح کی بکواس کو دیکھنے کے بعد اُس کا رَد کرے تو ہر کوئی کہتا ہے بھائی! فرقہ واریت مت پھیلاؤ

اور اُمّت بن کر رہو۔ اگر تم لڑتے رہو گے اور ایک دوسرے پر تنقید کرتے رہو گے تو جنت میں کون جائے گا؟ واہ واہ! کیا سوچ ہے! ایسا کہنے والے جاہلوں کو تم نے نہیں دیکھا ہو گا کہ یہ کبھی ان گستاخانہ عبارتوں کا رَد بھی کرے۔ اللہ ہمیں ایسے بے غیرتوں سے بچائے۔

نجدی کو آئے شرم یہ بالکل محال ہے
شیطان نے ہر ایک کی غیرت خرید لی

جب ہمارے نوجوان ایسی غلط تشریحات کو پڑھیں گے تو کیونکر گمراہ نہ ہوں گے ؟
اسی لیے علمائے اہلِ سنّت نے ان کا تحریری و تنقیدی جواب دیا تاکہ یہ دستاویز ہمیشہ کے لیے محفوظ اور قائم رہے اور لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں۔

علمائے کرام کا مرتبہ اور اُن کی ذمے داریاں

جیسے کے حدیث میں آیا ہے:۔

حدیث نمبر ۱:

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ إِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهِ يُعْطِي۔

(متفق عليه)

روایت ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے میں بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۲:

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ و قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَ لٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلوا وَ أَضَلُّوا۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ علم کھینچ کر نہ اُٹھائے گا کہ بندوں سے کھینچ لے بلکہ علما کی وفات سے علم اُٹھائے گا حتٰی کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے گمراہ ہوں گے گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۳:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ و قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ

وَ ابْنِ مَاجَه)

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

(ترمذی اور ابن ماجہ)

علمائے کرام کے فضائل میں سیکڑوں احادیث موجود ہیں، یہاں حصولِ برکت کے لیے صرف چند احادیث پیش کی گئی ہیں۔ جتنا مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علماء کو عطا کیا، اسی طرح اُن کی ذمے داریاں بھی بہت بڑی ہیں۔ اُن میں سب سے بڑی ذمے داری یہ ہے کہ وہ فتنوں کے وقت اپنے علم کو ظاہر کریں، حق و باطل کا فرق واضح کریں، لوگوں کے تمام مسائل کا حل پیش کریں اور لوگوں کی اصلاح کے لیے تقریری و تحریری بیانات جاری کریں۔ اسی مشکوٰۃ شریف میں ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عِلْمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔ رواه احمد و اَبو داوٗد و الترمذی

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہ جس سے علمی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر اسے چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔

(احمد، ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ عن انس)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیتوں میں سے چند ملاحظہ کریں:

(۱) حق بیان کرنے میں کسی کے رُعب میں نہ آنا اگرچہ بادشاہ کیوں نہ ہو۔

(۲) جب تم کسی عزّت و وجاہت والے شخص میں دینی خرابی دیکھو تو اس کے جاہ و مرتبہ کا لحاظ کیے بغیر اس کی اصلاح کرو۔ اللہ عزوجل ضرور تمہارا اور اپنے دین کا مددگار ہوگا اور جب تم نے ایک بار بھی ایسا کردیا تو لوگ تجھ سے ڈریں گے اور پھر کوئی بھی تمہارے سامنے اور تمہارے شہر میں بدعت ظاہر کرنے کی جرأت نہ کرے گا اور ایسے شخص پر عوام کو مسلّط کردو تاکہ لوگ دینی جدوجہد میں تمہاری اتباع کریں۔

(امام اعظم کی وصیتیں، مجلس المدینۃ، دعوت اسلامی)

قرآنِ پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔

تفسیر صراط الجنان میں اس آیت کی تفسیر میں خازن کے حوالے سے لکھا گیا ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کو چاہیے کہ وہ حق کو باطل سے نہ ملائے اور نہ ہی حق کو چھپائے کیوں کہ اس میں فساد اور نقصان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات جاننے والے پر اُسے ظاہر کرنا واجب ہے اور حق کو چھپانا اُس پر حرام ہے۔

فتنوں کے ظہور کے وقت عالم پر علم کا ظاہر کرنا فرض

عَنْ مَعاذ بن جبل رَضِی اللّٰہُ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا ظَہرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ فَلْیُظْہِرُ الْعَالِمُ عِلْمَہُ، وَمَنْ لَمْ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے اور نہ نفل۔

(فتاویٰ رضویہ، حصہ دوم، ۹/۴۰،۲۸۶)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ و فساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے، جو اس سے روکتا ہے﴿یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَہَا عِوَجًا﴾ میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے

ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں اور گمراہ گروں، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں (خلافت کمیٹی والوں) یا جس کا فتنہ اُٹھتے دیکھیں سدّباب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعتِ رسائل کی حاجت ہو اشاعت کروائیں، حسب استطاعت اس فرضِ عظیم میں روپیہ صَرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ جب بد مذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اُس پر کس قدر اشد غضب و لعنت اکبر ہوگی۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

(فتاویٰ رضویہ، حصہ دوم، ۲۸۶/۹)

شریعت کا تقاضا یہی ہے کہ حق اور باطل کو واضح طور پر لوگوں کے درمیان پیش کریں۔ علماء کرام کا کسی فتنے پر خاموش ہونا بعض اوقات اُمّت کو گمراہ کر دیتا ہے۔ وہ اس لیے کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ جب علما اس مسئلے پر سُکوت اختیار کرتے ہیں تو یہ بالکل جائز ہی ہوگا۔ مثال کے طور پر کسی درگاہ میں لوگ قبروں کا سجدہ اور طواف کر رہے ہیں اور اُسے ثواب کا ذریعہ بھی سمجھ رہے ہیں۔ اُس مقام کے اکثر علماء اس جہالت پر سُکوت کر رہے ہیں اور رَد کرتے ہی نہیں، تو یہ جہالت لوگوں میں عام ہو جاتی ہے اور لوگ اسے جائز گمان کر لیتے ہیں۔

کسی چیز کی تائید کرنا یا رَد کرنا کئی طریقوں سے ہوتا ہے۔ کبھی تقریر کی ضرورت پیش

آتی ہے، کبھی تحریر کی تو کبھی مناظرے کی۔ ان سب میں تحریری رَد بہت معتبر اور فائدہ مند ہے۔ اسی لیے علماء نے تقاریر اور مناظروں کو بھی تحریری شکل دے کر کتابوں میں محفوظ کر دیا، تاکہ آنے والی نسلیں اِن کتابوں سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسے ایسے پیر، سجادہ نشین اور علمائے کرام بھی موجود ہیں جو کسی بھی فتنہ پر اکثر بولتے ہی نہیں۔ انھیں صرف اپنی تنظیم اور مریدوں کے نمبر بڑھانا ہے۔ کبھی بھی یہ لوگ عقائد اہلِ سنّت کے دفاع میں نہیں بولیں گے۔ ہاں اگر کوئی ان کے پیر صاحب یا سجادہ نشین پر تنقید کر دے یا توہین کر دے تو آسمان کو سر پر اُٹھا لیں گے۔

قرآن پاک کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ جو ضروریاتِ دین کا انکار کرے اُس کا رَد کیا جائے گا اور حکمِ شرع بتایا جائے گا، تاکہ دوسرے لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کر لیں۔ وہ اس لیے کہ کفر کو پسند کرنا اور اس کی تائید کرنا بھی کفر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ O لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول

سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (التوبہ:٦٥۔٦٦)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O

ترجمۂ کنزالایمان: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رُکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (النساء:٦٥)

اوپر پیش کی گئی دو آیات کی اگر آپ تفسیر پڑھیں گے تو بات واضح ہو جائے گی کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے، انبیاء پر ایمان لائے، اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان لائے، فرشتوں اور ملائکہ پر ایمان لائے، اور ہر وہ بات پر ایمان لائے جس کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہے مگر اللہ کے حبیب ﷺ سے ہنسی یا مذاق کا ارتکاب کرے اور اُن کی گستاخی کرے تو اللہ خود ایسے شخص کو کافر قرار دے رہا ہے، وہ اس لیے کہ نبی ﷺ کا احترام اور ان کی تائید کرنا ضروریاتِ دین میں سب سے اہم ہے۔

اہلِ باطل ہمیشہ سے انبیاء کرام و صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں اور بے شمار تصانیف ان ضلالتوں سے بھری پڑی

ہیں۔ اُمت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے لیے قرآن کی تفاسیر میں اور احادیث کی تشریحات میں تحریفات کرنے لگے اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے ائمہ اربعہ کے مذاہب سے الگ ہوئے اور پچھلے سلف صالحین پر لعن طعن کرنے لگے۔ ایک عام مسلمان جس میں ذرا بھی غیرت ہو وہ ان ضلالتوں کو برداشت نہیں کر سکتا تو پھر علمائے اہلِ سنّت جو وارث ہیں انبیاء کے وہ کیونکر ان گستاخیوں کو برداشت کرلیں گے؟

خصوصاً ہندوستان میں اعلیٰ حضرت کی ذات نے پوری زندگی ان باطل فرقوں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور ایسی ایسی نایاب کتابیں تحریر فرمائی جنہیں پڑھ کر آج بھی مسلمانوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

کیا تقریری رَد کافی نہیں ہے؟

بہت سے نادان مسلمانوں کو یہ کہتے سُنا کہ کیا تقریری رَد کافی نہیں ہے؟ کیوں علمائے کرام اتنا وقت دے کر کتابیں تحریر کرتے ہیں اور وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ معاذ اللہ! یہ علماء کی گستاخی اور کھُلی توہین ہے۔

بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، باب رِیا و سمعہ کا بیان۔ مسئلہ نمبر ۱۶ میں ذیل کی عبارت درج ہے:

"گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت

کرنے سے **افضل** ہے۔ (بحوالہ: الدر المختار و رد المختار، کتاب الحضر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج:۹، ص ۶۷۲)

جب بھی ہم نے اس قسم کے بنام سنیوں سے گفتگو کی اور علماء کے متعلق تنقید سُنی تو بہت افسوس ہوا۔ اگر میں ان کے تمام الفاظ کو یہاں لکھوں گا تو شاید اس قلم کو بھی حیا آجائے اور وہ شرمندہ ہوجائے، جس سے میں یہ تحریر کر رہا ہوں۔ یہ جاہل سُنّی لوگ صرف حلوے کھانے اور محفل میلاد اور عرس میں چند لمحات جھومنے پر ہی مہارت رکھتے ہیں۔ نہ اِن کا علماء سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی دین سے۔

بلاشبہ تقریری رَد بھی ضروری ہے مگر یاد رکھیں کہ مخالف جس ہتھیار سے وار کرتا ہے اُسی ہتھیار سے جواب دینا ہی عقل مندی ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی سے فون پر گفتگو کر رہے ہیں تو جو بھی مخالف اپنی آواز کے ذریعے بات پیش کرتا ہے، اُسی طرح آپ بھی اُس کا جواب الفاظ کے ذریعے دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ آپ کو جان سے مارنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ اور اگلے دن وہی مخالف ایک چاقو لے کر آپ پر حملہ کر رہا ہے، تو کیا آپ اُس وقت بھی اُس کو باتوں میں سمجھاؤ گے؟..... ہر گز نہیں۔ آپ بھی اُس کا جواب کسی ہتھیار سے دیں گے، تاکہ آپ کی جان بچ سکے۔ اتنی چھوٹی سی بات سمجھنے کے لیے کیوں ہمیں پریشانی ہورہی ہے؟ اہلِ باطل نے جب تقریروں کے ذریعے انتشار پھیلایا تو علمائے اہلِ سنّت نے بھی تقریروں کے ذریعے اُن کا رَد کیا اور جب اہلِ باطل نے اللہ تبارک و تعالیٰ، اُس کے نبیوں و صالحین کے متعلق بدترین

گستاخیاں کتابوں کے ذریعے عام کیں تو علمائے اہلِ سنّت نے بھی تحریروں کے ذریعے اُن کا دندان شکن جواب دیا۔ لیکن ہمارے نام نہاد سُنّی حضرات اہلِ باطل کو چھوڑ کر علمائے اہلِ سنّت پر تنقید کررہے ہیں، کتنا بڑا ظلم ہے۔ اللہ اکبر!

اہلِ باطل نے اپنی تحریروں کے ذریعے اُمتِ مسلمہ میں وہ زہر گھول دیا جس سے آج بھی اہلِ ایمان کا دل لرز رہا ہے۔ ایسی ایسی بدترین گستاخیاں کی کہ ابلیس بھی شرما جائے۔ کسی نے لکھا کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے (فتاویٰ رشیدیہ)، کسی نے لکھا کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں (براہین قاطعہ)، کسی نے لکھا شیطان اور ملک الموت کا علم نبی سے زیادہ ہے (براہین قاطعہ)، کسی نے لکھا نبی مرکر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان)، کسی نے لکھا کہ نبی کو اردو زبان علمائے دیوبند نے سکھائی (براہین قاطعہ)، کسی نے لکھا کہ لفظ رحمۃ للعالمین رسول ﷺ کی صفتِ خاصہ نہیں (فتاویٰ رشیدیہ)، کسی نے لکھا نبی کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے (تقویۃ ایمان)، کسی نے لکھا اللہ چاہے تو محمد کے برابر کروڑوں پیدا کرڈالے (تقویۃ ایمان)، کسی نے لکھا نبی کی تعریف صرف بشر کی سی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو (تقویۃ ایمان)، کسی نے لکھا بڑی مخلوق یعنی نبی اور چھوٹی مخلوق یعنی باقی سب بندے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ ایمان)، کسی نے لکھا رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ ایمان)، کسی نے لکھا کہ نبی کو جیسا علم اللہ نے دیا ایسا علم جانوروں، پاگلوں

اور بچوں کو بھی حاصل ہے (حفظ الایمان)، کسی نے لکھا نماز میں حضور کا صرف خیال آجانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت بُرا ہے (صراط مستقیم) وغیرہ وغیرہ۔ اتنے کفریہ جملے بکنے کے باوجود آج بھی ایک صدی سے یہ کتابیں انھیں عبارات کو لے کر شائع کی جارہی ہیں۔ اور ان کفریہ عبارات کی تائید میں سیکڑوں کتابیں لکھی جارہی ہیں۔

اس موقع پر میں یہاں صرف ایک عبارت پیش کرتا ہوں، تاکہ اس کتاب کو پڑھنے والے حضرات ان کفریہ عقائد سے واقف ہوجائیں اور ان بدمذہبوں کا رَد کرنا شروع کردیں۔ بہارِ شریعت، حصّہ اوّل، باب: عقائد متعلقہ نبوت، عقیدہ نمبر: ۳۰، ص:۵۵ کی عبارت ملاحظہ کریں:

عقیدہ (۳۰): تمام انبیا، اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

اسی بہارِ شریعت کے حاشیہ میں لکھا ہے:

جیساکہ "تقویۃ الایمان" میں ہے: "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔"

('تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان'، ص ۲۵، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

”تقویۃ الایمان“ کے مصنف کا یہ کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے، کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، جیسا کہ مفسر القرآن صاحبِ ”روح البیان“ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں میں سے وہ شخص جس سے ارادۃً و قصداً ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تخفیف (یعنی بے ادبی) پر دلالت کرے، ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔ اگرچہ وہ کلمۂ شہادت پڑھے اور رجوع و توبہ کرے۔۔۔۔ اور یہ یقین کر کہ بے شک اجماعِ اُمت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے جس نبی علیہ السلام کی بھی تخفیف ہو کفر ہے۔ عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا تخفیف کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو کر کرے بہر حال کفر ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، سبّ (گالی) کا اِرادہ ہو یا نہ ہو، اس لیے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعویٰ لغزشِ زبانی کے معذور نہ سمجھا جائے گا جب کہ اس کی عقلِ فطرت صحیح و سالم ہو۔“

(تفسیر روح البیان، ج۳، ص ۳۹۴، پ ۱۰، سورۂ توبہ، تحت الآیۃ: ۱۲۔ وفی ”الشفاء“، الباب الاوّل فی بیان ما ھو حق ﷺ سبّ أو نقص من تعریض و نصّ، ج۲، ص ۲۱۴)

جب اتنے فتنے ایک دور میں سَر اُٹھانے لگے تو قربان جاؤں میں میرے امام اعلیٰ

حضرت پر جنھوں نے ان باطل فرقوں کا ایسا رَد کیا جس سے آج بھی ان بدمذہبوں کے ایوان میں زلزلہ برپا ہے۔ بے شک اعلیٰ حضرت نے برصغیر ہندو پاک کے مسلمانوں کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی اور مسلمانوں کے عقائد کے محافظ کا ذریعہ بن گئے۔ اگر آپ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو پڑھیں گے اور بدمذہبوں کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اعلیٰ حضرت نے جب بھی قلم اُٹھایا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عزت و عظمت پر پہرہ دیا، مگر اِن باطل فرقوں نے جب بھی اعلیٰ حضرت کا رَد کرنے کی کوشش کی، ان تمام تحریروں میں صرف اپنے اکابرین کی عزت و عظمت پر پہرہ دیا اور ان کی گستاخیوں کو عین اسلام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ آج بھی ان لوگوں کو ہدایت نہیں ملی اور ملے بھی تو کیسے کیوں کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر لگا دی وہ کیسے ہدایت پا سکتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔

ترجمہ کنزالایمان: جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔ (الکہف:۱۷)

تحریری رَد کے فوائد

تحریری رَد کے کئی فوائد ہوتے ہیں وہ اس لئے کہ جو بھی الفاظ لکھے جاتے ہیں وہ ہر طرح سے مصنف کے عقائد و نظریات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جو بھی دلائل پیش کیے جاتے ہیں یا کوئی دعوٰی کیا جاتا ہے اُس پر مخالفین ہر طرح سے تبصرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ چوراہوں پر کھڑے ہوکر بکواس تو بہت آسانی کے ساتھ کرسکتے ہیں اور اگر انھیں کہا جائے کہ اپنا دعوٰی لکھ کر دو تو بہت کم لوگ اس پر راضی ہوں گے۔ وہ اس لیے کہ تحریر کرکے دینا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ آگے چل کر میں اپنے کچھ تجربات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

موجودہ دور کے غیر مقلد وہابیوں نے اپنے نوجوانوں کے دلوں میں کچھ سوالات بٹھا دیئے ہیں اور وہ جب بھی کسی سُنّی کو پکڑتے ہیں تو فوراً شروع ہوجاتے ہیں کہ یہ شرک ہے، وہ کفر ہے، یہ بدعت ہے، وہ ضلالت ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان جاہلوں کو کچھ قرآنی آیات اور احادیث کے الفاظ حفظ کرادیئے جاتے ہیں۔ یہ جہاں بھی کسی سُنّی سے ملتے ہیں بس شروع ہوجاتے ہیں۔ ان جاہلوں میں کثیر تعداد کے وہ لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے نہ کبھی تفاسیر کو پڑھا اور نہ محدثین کی شرح دیکھی ہے۔ بس جو بھی اپنے گمراہ علماء سے سُنا اُسے اندھوں کی طرح قبول کرلیا مگر دعوٰی ہے کہ یہ خود قرآن و حدیث سے

مسائل نکالیں گے اور ائمہ اربعہ کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ مگر یہ نوجوان اپنے علماء کی باتوں کو تسلیم کر کے خود بھی مقلد ہوئے مگر گمراہوں کے نہ کہ مجتہد علماء کے۔

لطیفہ۔۱

اتفاق سے ایک بار ایسا ہوا کہ ایک بدمذہب نے گفتگو کے دوران کہا کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھ چومنا شرک ہے۔ کچھ دیر اس سے گفتگو کرنے کے بعد پتہ چلا کہ نہ اُس کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ہی اس نے کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ صرف سُنی سنائی باتوں پر بکواس کر رہا ہے۔ تو میں نے اُس سے گذارش کی کہ بہتر یہی ہے کہ ہم تحریری گفتگو کرتے ہیں۔ دعویٰ آپ نے کیا ہے اور مدعی آپ ہیں، تو آپ اپنی طرف سے دلائل پیش کریں گے اور حکم شرع بھی بتائیں گے۔

پھر فقیر کی طرف سے کچھ سوالات طلب کیے گئے اور گذارش کی گئی کہ آگے کی بحث تحریری ہوگی اور مدعی ذیل کے جوابات تحریر میں لکھ کر دستخط کے ساتھ دے گا:

(۱) شرک کسے کہتے ہیں؟

(۲) شرک کے اقسام کتنے ہیں؟

(۳) علماء، مشائخ کے ہاتھ چومنا کس قسم کا شرک ہے؟

(۴) ہاتھ چومنے والے پر حکمِ شرع کیا ہے؟

(۵) علماء و مشائخ جو ہاتھ چومنے پر منع نہیں کرتے ان پر حکمِ شرع کیا ہے؟

(۶) جن ائمہ و محدثین نے ان حدیثوں کو اپنی کتابوں میں لکھا، اُن پر حکمِ شرع کیا ہے؟ کیا انھوں نے شرک کو عام کیا؟

(۷) امام بخاری نے اپنی کتاب ’’الادب المفرد‘‘ میں اس عنوان پر باب باندھا ہے ’’باب تقبیل الید‘‘ اور کئی احادیث نقل فرمائی۔ کیا امام بخاری نے شرک کی دعوت دی؟

(۸) جو بھی دلیل پیش کرو گے اس کو اصل کتاب یا پی ڈی ایف میں دکھانا پڑے گا۔

(۹) کوئی بھی گوگل، فیس بک سے ڈاؤن لوڈ کی ہوئی تحریر یا یوٹیوب کے ویڈیو دلیل کے طور پر پیش نہیں کریں گے۔

بس فقیر کی طرف سے اتنے سوالات رکھ دیئے اور گذارش کی گئی کہ مدعی ہونے کے لحاظ سے اب آپ کی ذمّے داری ہے کہ آپ میدان میں آئیں اور خود اپنے ہاتھوں سے تحریری بحث شروع کریں۔ آگے کیا ہوا، بات ختم اور دعویٰ ختم۔ وہ اس لیے کہ ان جاہلوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا ہی نہیں، اگر کیا ہوتا تو تحریری گفتگو کے لیے راضی ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ ہمارے سُنّی نوجوانوں سے کہتا ہوں، گلی کوچے میں بھونکنے والے ہر فرد کو منہ نہ لگاؤ اور نہ ہی اُن کے ساتھ اپنا قیمتی وقت برباد کرو۔ جب بھی بات چھڑ جائے چند اُصول سامنے رکھو اور نکل جاؤ۔ اگر کوئی جاہل اُصولوں کے ساتھ بحث کرنے آگے آئے تو الحمدللہ! ورنہ اپنا وقت جاہلوں کے ساتھ برباد نہ کریں۔

اس کی گرفت بھی آخرت میں ہوگی۔

لطیفہ۔۲

فقیر کے شہر سے تعلق رکھنے والے ایک غیر مقلد امام صاحب سے گفتگو ہوئی۔ اُس گفتگو کے دوران امام صاحب نے کہا بریلوی بدعتی اور قبر پرست ہیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہا کہ ”اعلیٰ حضرت نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بشریت کا انکار کیا ہے اور انھوں نے یہ بات اپنے قرآن کی تفسیر میں لکھی ہے۔“ اس پر فقیر نے عرض کیا: دلیل پیش کرو۔ کہنے لگا پیش کروں گا مگر اب نہیں۔ پھر فقیر نے کہا دیکھیے امام صاحب! میں کوئی عالمِ دین نہیں ہوں، بس عوام اہلِ سنّت کا ایک ادنیٰ فرد ہوں۔ ایک عام سُنّی ہونے کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ جتنا اس مسئلے میں علماء کو سُنا اور کتابیں دیکھیں اعلیٰ حضرت نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ یہ بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔ پھر فقیر نے کہا: آپ اعلیٰ حضرت کی اُس تفسیر کا نام بتا دیں، جس میں یہ عقیدہ لکھا ہوا ہو۔ وہ اس لیے کہ جتنا فقیر کے علم میں ہے اعلیٰ حضرت کی تفسیر نہیں ہے، صرف ترجمہ کنزالایمان ہے اور اس پر مختصر تفسیر لکھی ہے علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خزائن العرفان کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ مگر آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ بات اعلیٰ حضرت نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔

چند لمحات گفتگو کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ امام صاحب کے پاس کوئی دلیل نہیں

ہے، پھر میں مسجد سے نکل گیا۔ چند دنوں بعد میں نے ایک تحریر بھیجی، جس میں دلائل طلب کیے گئے اور اُصولِ تکفیر کے تحت حکمِ شرع کو بھی واضح کرنے کی گذارش کی گئی۔ وہ اس لیے کہ نبی ﷺ کی بشریت تو قرآن سے ثابت ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے۔ کئی مرتبہ واٹس اپ پر پیغامات بھیجے مگر جواب نہیں آیا۔ فقیر نے دوسری تحریر صرف امام صاحب کو نہیں بلکہ اُن کے مدرسے کو بھی بھیجی۔ دو سال مکمل ہو گئے مگر اب تک امام صاحب سکوت فرما ہیں، تفسیر کا نام تک نہیں بتایا۔ بتائے بھی تو کیسے کیوں کہ جو حوالہ اس نے دیا وہ خود موجود نہیں ہے۔

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ ایک مسجد کا امام، مسجد میں بیٹھ کر مجددِ وقت پر جھوٹ منسوب کر رہا ہے، وہ بھی قرآن کی تفسیر کے نام پر۔ اللہ اکبر! غیر مقلدوں کے امام صاحب کی جہالت اس حد تک عروج پر ہے تو پھر عوام کا کیا کہنا؟ اس لیے کہتا ہوں سنیو عقل سے کام لو، ہر کسی کو منہ نہ لگاؤ۔ علم سیکھو اور اپنے گھر والوں کو سکھاؤ۔ عقائد کی حفاظت کرو۔ بدمذہبوں کو پہچانو۔

اُمید ہے کہ اس واقعہ سے آپ حضرات کو تحریر کی اہمیت سمجھ آگئی ہوگی۔

صحیح مسلم شریف کے مقدمہ میں ایک پیاری حدیث ہے:

حدیث نمبر ۱:

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے۔

(مسلم شریف، کتاب المقدمه، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، جلد ١، ص١٠، حديث نمبر ٥)

حدیث نمبر ٢:

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ: بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات بیان کردے۔

(مسلم شریف، کتاب المقدمہ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، جلد ۱، ص۱۱، حدیث نمبر۷)

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تحقیق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جھوٹے کذابوں سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

لطیفہ۔۳

چند دن قبل فقیر کے ساتھ کام کرنے والے ایک شخص نے اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا اور کہنے لگا: جتنی بھی بدعات و خرافات معاشرے میں آج کل پائی جاتی ہیں خصوصًا مزاراتِ اولیاء پر، وہ سب کے سب اعلیٰ حضرت بریلوی کی ایجاد کی ہوئی ہیں اور علمائے دیوبند اس سے بَری ہیں۔ صرف بریلوی اِن ضلالتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ان کے علاوہ ہر فرقہ محفوظ ہے۔

اتفاق سے اُس وقت فقیر کے پاس کاغذ اور قلم موجود تھا اور میں نے اُس سے کہا: آپ کے جو بھی اعتراضات ہیں، اس پر لکھیے اور صاف لکھیے کہ کونسا عمل کفر ہے؟ کونسا شرک ہے؟ کونسا بدعت ہے؟ کونسا مکروہ ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اُس شخص نے ہمت کر کے تین باتیں لکھیں کہ قبروں پر سجدہ، عرس میں ناچ گانا اور آتش بازی۔ پھر کہنے لگا یہ تینوں شرک ہے اور اعلیٰ حضرت نے اِن کا رَد نہیں کیا، لہٰذا معاشرے میں یہ بیماری پھیلنے کی وجہ بریلوی ہیں اور دیوبندی اِن تمام ضلالتوں

سے پاک ہیں۔

اِس پر فقیر نے اس کو سمجھانے کی پوری کوشش کی اور کہا کہ جتنی باتیں آپ نے لکھی ہیں اُن تمام باتوں کا اعلیٰ حضرت نے جس شدّت سے رَد کیا، شاید ہی کسی اور فرقے نے کیا ہو؟ پھر میں نے اعلیٰ حضرت کی چند تصانیف کے نام بھی بتائے۔

فقیر نے دوبارہ اُس شخص سے پوچھا، کیا واقعی یہ تین باتیں شرک ہیں؟ اُس نے کہا: جی ہاں! شرک ہیں۔ پھر فقیر نے اُس کے آگے مسلم شریف کی یہ حدیث پیش کی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے دینی بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف کفر ضرور لوٹتا ہے۔ (مسلم شریف، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر)

اُس کے بعد فقیر نے اُصولِ تکفیر کے چند مسائل پیش کیے کہ کفرِ کلامی کیا ہے؟ کفرِ فقہی کیا ہے؟ کفرِ لزومی و کفرِ التزامی کیا ہے؟ اور کس طرح سے متکلّمین اور فقہائے کرام اس مسئلے میں حکمِ شرع نافذ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ بھی سمجھانے کی پوری کوشش کی کہ جو کام اُمت کے اکابر مفتیانِ کرام کا ہے وہ ایک عام انسان کو بیان کرنے کا کوئی حق نہیں۔ حکمِ شرع کو بیان کرنا صرف مفتیانِ کرام کا کام ہے، عوام کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اس پوری بحث کے بعد اللہ نے اُس شخص کے دل میں کچھ بات ڈالی ہوگی اور اُس

نے اپنے دعویٰ بدل لیا۔ لفظ شرک کو مٹا کر اُس نے بدعت لکھ دیا اور کہنے لگا: میں ان کو اب شرک نہیں بلکہ بدعت کہتا ہوں۔ الحمدللہ! پھر فقیر نے کہا بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے شرک سے بدعت تک کا سفر اتنی جلدی طے کرلیا۔ اور فقیر نے گذارش کی کہ اب آپ دلائل پیش کرنا شروع کیجیے اور اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے ان تمام بدعات کے جواز کا فتویٰ دکھائیے؟ پھر صاحب اپنی اوقات پر آگئے اور کہنے لگے ان کتابوں کو چھوڑو یار! کیا رکھا ہے ان میں۔ دیکھو صرف معاشرے کو دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اب سمجھ آیا کہ ہر آدمی کی طرح اُس آدمی کے دماغ میں بھی یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ ہر بدعت کے بانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہیں۔ اب فقیر کو آگے بحث کرنے کی حاجت نہیں رہی، وہ اس لیے کہ مخالف نے نہ تو کوئی کتاب دکھائی اور نہ ہی اُسے معلوم ہے کہ مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت کی ذات کیا ہے۔ پھر میں نے اپنی بات ختم کرلی اور آگے نکل گیا۔

دوستو! دیکھا آپ نے اہلِ سنّت پر اعتراض کرنے والے اکثر لوگوں کا حال یہی ہے۔ صرف بکواس کرسکتے ہیں۔ کتابوں کو تو انھوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا O

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب

جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (الفرقان: ۶۳)

اس آیتِ کریمہ سے ہمیں یہی نصیحت ملتی ہے کہ جاہلوں سے بحث کرنا بیکار اور وقت برباد کرنا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے سُنّی نوجوانوں کی اکثریت جاہلوں سے سوشل میڈیا پر بحث کرنے میں تباہ ہورہی ہے۔ ان نوجوانوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ علمائے اہلِ سنّت کی صحبت اختیار کرتے اور اپنے قیمتی وقت کو تعلیم حاصل کرنے اور دوسروں کو سکھانے میں صَرف کرتے۔ مگر یہ لوگ پورا دن کمینٹ پیج پر بیٹھ کر جاہلوں سے بحث کرتے رہتے ہیں اور وقت کو برباد کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لطیفہ۔ ۴

چند سال قبل فقیر کے شہر سے تعلق رکھنے والے ایک دیوبندی مفتی صاحب سے تقویۃ الایمان کتاب پر بحث ہوئی۔ فقیر خود چل کر مسجد پہنچا اور عصر کی نماز کے بعد مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ فقیر کی طرف سے چند عبارات پیش کی گئی اور جوابات طلب کیے گئے۔

عبارت ۱: ”اور جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

(تقویۃ الایمان، باب: غیر اللہ کے نام پر شہرت دی ہوئی چیز حرام ہے، ص: ۵۹)

عبارت ۲: ”مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فُلاں کام ہو جائے گا کہ

سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (تقویۃ الایمان، باب: اچھے نام رکھنے ضروری ہیں، ص:۸۴)

عبارت ۳: "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ سجدہ تو اُسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔"

(تقویۃ الایمان، باب: سجدہ صرف اللہ کا حق ہے اور پیغمبر خدا کی تعظیم کی جائے، ص:۸۸)

عبارت ۴: "اور اُن کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدّد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً اُن اُمور کو جو شرکِ خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو اِن مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا اِرادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزمِ جہاد ہے، اس لیے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اُٹھائے گا نہیں، اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے۔" (حکایاتِ اولیاء، از اشرف علی تھانوی، حکایت نمبر:۵۹)

ان سارے عبارتوں کو پیش کرنے کے بعد فقیر نے مفتی صاحب سے گذارش کی کہ وہ کتاب "تقویۃ الایمان" کی تضاد بیانی پر تبصرہ کریں۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے پہلی

عبارت میں کہا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں، پھر دوسری عبارت میں لکھا جو بھی جہاں میں ہو گا صرف اللہ کے چاہنے سے ہو گا۔ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ آگے چل کر تیسری عبارت میں کھُل کر گستاخانہ کلمات بکے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث کی من گھڑت تشریح فرمائی۔ پھر بھی آج پوری دیوبندیت اسمٰعیل دہلوی اور اس کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی تائید کر رہی ہے۔

مفتی صاحب آج کی اس گفتگو میں مجھے صرف یہ بتائیں کہ جب نبی کو کسی بات کا اختیار نہیں ہے تو پھر اسمٰعیل دہلوی کو یہ اختیار کس نے دیا کہ وہ شرکِ خفی کو شرکِ جلی لکھ دے ؟کس دلیل قطعی پر انھوں نے یہ کام کیا؟ پوری اُمتِ مسلمہ پر مشرک ہونے کا فتویٰ دیا؟ آخر کس نے اِن کو یہ اختیار دیا؟ آج کے کوئی بھی دیوبندی کیوں اس پر تنقید نہیں کرتے ؟ اگر کوئی نبی کو دافع البلاء کہہ دے تو فتوے دینا شروع کر دیتے ہیں مگر اپنے دہلوی صاحب کے معاملے میں کیوں سکوت اختیار کر دیتے ہیں ؟ کیا یہ منافقت نہیں ہے ؟ چوتھی عبارت میں تو تھانوی صاحب نے واضح الفاظ میں لکھا کہ ''تقویۃ الایمان'' شائع کرنے کے بعد لوگوں میں شورش ضرور ہوگی اور وہ خود لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔ اتنا اندیشہ تھا پھر بھی بغیر کسی ترمیم کے یہ کتاب لوگوں میں عام کر دی گئی ؟ اس کے بعد حکایت نمبر: ۶۰ میں لکھتے ہیں: ''خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی ''تقویۃ الایمان'' کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل

صاحب کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے اور اُن کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔“

مفتی صاحب سے یہ بھی سوال کیا گیا کہ نبی کے لیے مر کر مٹی میں ملنے کا لفظ کس قدر بدترین گستاخی پر مبنی ہے۔ تو مفتی صاحب اسمٰعیل دہلوی کی تعریف اور شان بیان کرنا شروع کر دیئے۔ آخر تک انھوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا کہ دہلوی صاحب کو یہ اختیار کس نے دیا اور کیسے خفی کو جلی لکھ دیا؟ اور ہرگز یہ بات تسلیم کرنے کو راضی نہیں کہ مر کر مٹی میں ملنے والے جملے میں کوئی گستاخی بھی ہے۔؟

تو فقیر نے عاجزانہ گذارش کی اور ایک مثال پیش کی۔ میں نے کہا: چلو حضرت! آپ یہ سمجھ لیجیے کہ ہمارے شہر کے ایک بہت بڑے دیوبندی مفتی صاحب کا وصال ہو گیا اور پورا شہر غمگین ہے۔ ایسے موقع پر میں ایک تعزیت کا پیغام نوٹس کی شکل میں شائع کرتا ہوں اور اس میں لکھتا ہوں: ”مجھے بہت افسوس ہے کہ آج ہمارے شہر کے ایک بہت بڑے عالم دین مفتی صاحب مر کر مٹی میں مل گئے۔“ تو کیا شہر کے لوگ اس پر سکوت کریں گے؟ اتنا ہی کہنا تھا کہ مفتی صاحب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اُن کو یہ بات بہت بُری لگی۔ پھر میں نے کہا: چلو حضرت! آپ کے کسی مفتی کا انتقال ہو گیا۔ آپ مجھے اس کاغذ میں لکھ کر دیں کہ فلاں مفتی صاحب آج مر کر مٹی میں مل گئے۔ اب ہونا کیا تھا، مفتی صاحب کا لب و لہجہ ہی بدل گیا اور کیسے لکھ کر دیتے، وہ تو مجھ سے بات کرنے کے

لیے بھی تیار نہیں ہوئے۔

میرے پیارے دوستو! آپ بھی اس کو آزما کر دیکھ لیں۔ جو بات نبی ﷺ کے متعلق برداشت کرنے پر قدرت رکھنے والے حضرات انھیں الفاظ کو اپنے اکابرین کے لیے گستاخی سمجھتے ہیں۔ آپ فیصلہ کرلیجیے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کی عظمت کا پہرہ دیتے ہیں یا اپنے مولویوں کی عظمت کا؟ اگر آپ کی بستی میں کوئی دیوبندی یا غیر مقلد مولوی مرجائے تو اِنھیں الفاظ سے اخبار میں تعزیت نامہ شائع کروائیں اور پھر دیکھنا لوگ آپ کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد آپ کو یہ بات بالکل واضح انداز میں سمجھ میں آگئی ہوگی کہ تحریر کی اہمیت کس قدر ہے۔ ایک سطر وہی تقویۃ الایمان کا جملہ اپنے اکابرین کے لیے لکھ کر دینا کس قدر غضب ناک ثابت ہوا اور فرار اختیار کیا۔ یہی ان لوگوں کی منافقت ہے۔ اسی لیے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ تحریری طور پر گفتگو کریں تاکہ گرفت بھی شدّت کے ساتھ ہو۔

نوجوانوں کے لیے چند نصیحتیں:

(۱) علم اور علماء کے فضائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں معلومات حاصل کریں اور اپنے دوست احباب کی بھی آخرت کی فکر کرتے ہوئے گھر میں دینی ماحول پیدا کریں۔ مضمون لکھنے اور لکھانے پر زور دیں اور ہماری نسلوں کے ہاتھوں میں قلم دے کر

انھیں تحریری رَد کرنے پر توجہ دلائیں، وہ اس لیے کہ ہر مقرّر تحریر میں مہارت نہیں رکھ سکتا۔ یہ بات عام ہے۔ ہمارے جتنے بھی ائمہ گزرے ہیں الحمدللہ! سب کے سب تحریر میں اعلیٰ درجے کی مہارت رکھتے تھے اور بے شک انھوں نے تحریر کی اہمیت کو سمجھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ایک حوالہ پیش کرتا ہوں، جس میں آپ تحریر کی اہمیت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اشعار کی تلاش چھوڑ کر طلبِ علمِ دین:

حضرتِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں چھوٹی عمر میں اَشعار تلاش کر کر کے لکھتا رہتا تھا۔ ایک دن میں مکۂ پاک میں یا مکّے کی ایک سمت میں جا رہا تھا کہ میں نے کسی پکارنے والے کو سُنا: "اے محمد بن اِدریس! تم علم حاصل کرو۔" میں نے مُڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، مگر پھر میں نے علم حاصل کرنا شروع کر دیا اور میں پھٹے پرانے کپڑوں کے ٹکڑوں پر علم کی باتیں لکھ کر مٹکے میں ڈال دیا کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ میں یتیم تھا اور میری والدہ محترمہ کے پاس تعلیمی اخراجات کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۹/۸۳، رقم: ۱۳۱۹۱)

شوقِ علمِ دین

حضرتِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ماں کے پاس مُعلّم کو دینے کے لیے کچھ نہ تھا، البتہ معلّم اس بات پر راضی ہوگئے کہ اُن کے جانے کے بعد میں (مدرسے کی) نگرانی کیا کروں۔ میں نے سات سال کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کرلیا تو مسجد جانے لگا اور علمائے کرام کے پاس بیٹھ کر حدیث اور (دینی) مسائل یاد کرنا شروع کردیئے۔ مکۂ پاک میں ہمارا گھر وادیِ خَیف میں تھا۔ میں کوئی چمک دار ہڈی دیکھتا تو اُس پر حدیث اور مسئلہ لکھ لیتا تھا۔ جب وہ ہڈی بھر جاتی تو میں اُسے ایک پرانے گھڑے میں ڈال دیتا۔ اللہ پاک نے آپ پر علم کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ حضرتِ مسلم بن خالد زَنْجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فتویٰ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ابو عبداللہ! تم فتویٰ دیا کرو، بخدا تمہارے فتویٰ دینے کا وقت آچکا ہے۔ حالانکہ اُس وقت امام شافعی ۱۵/ سال کے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، ۹/۸۲، رقم: ۱۳۱۸٦۔ کتاب الثقات لابن حبان، ۵/۲۹۹۷۔ سیر اعلام النبلاء، ۸/۳۸۰، رقم: ۱۵۳۹)

(فیضانِ امام شافعی، ص: ۳، المدینۃ العلمیۃ، دعوتِ اسلامی)

اوپر نقل کیے گئے دو حوالہ جات سے بات کتنی واضح ہوگئی کہ امام شافعی کے نزدیک

علم کی کتنی اہمیت تھی، کس طرح انھوں نے علم حاصل کیا اور اُس کو تحریری شکل میں محفوظ کرلیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں تمام مسائل کتابوں کی شکل میں موجود ہیں۔ ہمیں صرف کتابیں کھول کر پڑھنا دُشوار ہورہا ہے۔ ایسی کئی باتیں صالحین کی کتابوں میں آپ کو ملیں گی کہ انھوں نے کس قدر پریشانیوں کا سامنا کرتے ہوئے علم کو کتابوں کی شکل میں تحریر فرمایا۔

(۲) ''حِلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء'' ایک مشہور کتاب ہے، جس کے مصنف امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اَلمُتوفّٰی ۴۳۰ ہجری۔ اس کتاب کا ترجمہ دعوتِ اسلامی نے ''اللہ والوں کی باتیں'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس میں تحریر کی اہمیت کے متعلق چند باتیں لکھی گئی ہیں، اُسے بھی ملاحظہ کریں۔

کتاب لکھنے کی وجہ

اے میرے اسلامی بھائی! اللہ عزوجل تجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) میں نے اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے ہوئے تیری اس خواہش کو قبول کرلیا کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں جو صوفیائے کرام اور ائمۂ عظام رحمہم اللہ السّلام کے احوال و اقوال پر مشتمل ہو اور اُن کے طبقات کی ترتیب زُہد و تقویٰ کے اِعتبار سے ہو۔ پہلے صحابۂ کرام پھر تابعین، پھر تبع تابعین رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، پھر ان کے بعد

آنے والی برگزیدہ ہستیوں کا ذکرِ خیر ہو۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے دلائل و حقائق کو پہچانا، حالات کا مقابلہ کیا اور راہِ حق پر گامزن رہے اور جنّت کے باغات کے حقدار قرار پائے، دُنیوی جھنجھٹوں اور تعلّقات سے جُدا رہے، طَعن کرنے والوں، بلند و بانگ دعوے کرنے والوں، کاہلوں، حوصلہ شکنوں، صرف لباس و کلام میں مشابہت اختیار کرنے اور عقیدہ و عمل میں مخالفت کرنے والوں سے بیزار ہوئے۔

اس کتاب ”حِلیةُ الاولیاء“ کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ جب فاسق و فاجر اور بے دین و کافر اپنے فاسد خیالات کو ان برگزیدہ ہستیوں کی طرف منسوب کرنے لگے اگرچہ وہ جھوٹ و باطل کے ذریعے ان نیک لوگوں کی شان میں کوئی عَیب نہیں لگا سکتے اور نہ ہی ان کی دَرجات میں کمی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان جھوٹوں اور بدباطنوں سے اظہارِ برأت کر کے صادقین اور محققین کی شان کو بلند کیا جائے، اگرچہ ہم اہلِ باطل لوگوں کی غلطیوں کو پوری طرح ظاہر نہیں کر سکتے لیکن اپنی کوشش کے مطابق حفاظت کے لیے ان کو ظاہر کرنا اور ان کی اِشاعت کرنا ضروری ہے کیوں کہ ہمارے اَسلاف تصوّف میں نمایاں درجہ اور شہرت کے حامل ہیں۔ میرے نانا حضرت سیّدُنا محمد بن یوسف بنا رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہیں، جنھوں نے رِضائے الٰہی کے لیے ہر چیز سے جدائی اختیار کی اور بہت سے لوگوں کے اَحوال کی اِصلاح کا سبب بنے۔

(اللہ والوں کی باتیں، جلد:۱، ص:۶۰، مجلس المدینۃ العلمیۃ، دعوتِ اسلامی)

(۳) ہمارے نوجوان آج کل فتنوں میں ہر طرح سے مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر چیز میں شک و شبہات کا شکار ہو گئے ہیں۔ یہ صرف فروعی مسائل میں نہیں بلکہ اعتقادی مسائل میں تو بہت دور تک شکار ہو گئے ہیں۔ وہ اس لیے کہ ان نوجوانوں نے ہر بد مذہب اور گمراہ شخص کو سوشل میڈیا پر سننا شروع کر دیا اور علمائے اہلِ سنّت سے کسی مسئلے میں رجوع نہیں کیا۔ کتابوں سے کوئی تعلق نہیں، علما کی صحبت سے محروم اور پورا دن یو ٹیوب میں برباد کر رہے ہیں اور ہلاک ہو رہے ہیں۔ اہلِ باطل کے بچھائے جانے والے ہر جال میں یہ لوگ بُری طرح پھنس رہے ہیں اور انھیں شعور بھی نہیں ہے۔ یہ نوجوان اپنے آباء و اجداد کو کافر اور مشرک کہتے ہیں، وہ بھی چند منتخب اعمال کی بنا پر۔ حرام اور حلال میں فرق نہیں رہا۔ فرض اور واجبات کے فرق کو نہیں سمجھا۔ شرکِ خفی کو شرکِ جلی تسلیم کر لیا، وغیرہ وغیرہ۔ جب بھی ہمارے درمیان اس طرح کے شبہات پیدا ہو جائیں تو سمجھ لیجیے کہ ہم فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

فتنوں میں مبتلا ہونے کی پہچان:

حضرت سیدُنا ابو عمّار علیہ رحمۃُ اللہِ الغفّار سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”بے شک دِلوں پر فتنے چھا جائیں گے۔ جو انھیں اچھا سمجھے گا اس کے دل پر سیاہ دھبّا لگا دیا جائے گا اور جو ان سے نفرت کرے گا اس کے

دل پر سفید نکتہ لگا دیا جائے گا۔ پس تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ فتنوں میں مبتلا ہے یا نہیں؟ تو وہ غور کرے کہ اگر جسے وہ پہلے حلال سمجھتا تھا اب حرام جاننے لگا ہے یا جسے حرام جانتا تھا اب حلال سمجھنے لگا ہے تو بلا شبہ وہ فتنوں میں مُبتلا ہے۔"

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، باب من کرہ الخروج.... الخ، الحدیث: ۵۲۳۵، ج ۸، ص ۶۲۸) (اللہ والوں کی باتیں، جلد: ۱، ص: ۴۸۳، مجلس المدینۃ العلمیۃ، دعوتِ اسلامی)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ آج کے نوجوان فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ وہ اس لیے کہ جو بھی معمولاتِ اہلِ سنّت ہیں جیسا میلاد کی محفل، ایصالِ ثواب کی محافل، عرس اولیاء، شفاعتِ انبیاء، وسیلہ و استغاثہ وغیرہ تمام باتیں ان کے لوگوں کے نزدیک اب شرک ہیں۔ اس بنا پر یہ نوجوان طبقہ اکابر علمائے صالحین سے بدظن ہوا اور گمراہ بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے نوجوانوں کو علمائے اہلِ سنّت کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور اُن کی صحبت میں تعلیم پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر ہماری نسلیں اہلِ سنّت کی تحریروں سے وابستہ ہوتیں اور اُن کا مطالعہ ہوتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔ کتابوں سے دور ہونے کی وجہ سے خود بھی ہلاک ہوئے اور اپنی نسلوں کی بھی ہلاکت کا ذریعہ بن گئے۔ میں یہی گذارش کرتا ہوں کہ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کرو اور پڑھو، خوب پڑھو اور پڑھاؤ، لکھو خوب لکھو اور

لکھاؤ تاکہ ہماری نسلوں میں قلم اور تحریر کی اہمیت قائم رہے، ساتھ میں وہ گمراہی سے بھی بچ سکیں۔

(۴) نوجوانوں سے گذارش ہے کہ وہ اہلِ باطل کے مکر و فریب اور تحریفات سے بچیں۔ یہ تمام گمراہ فرقے کتابوں میں بھی تحریفات کرتے ہیں اور اُسے شائع بھی کرتے ہیں۔ اس لیے علمائے اہلِ سنّت نے بارہا کہا کہ ان گمراہ فرقوں سے اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ ایک عام مسلمان صرف اتنا سوچتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنے بڑے عالم ہیں، کس طرح قرآن و حدیث اور دینی کتابوں میں تحریف کریں گے؟ جی ہاں! یہ تو عام مسلمان کا حُسنِ ظن ہے مگر ان باطل فرقوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ اگر اس مکر و فریب کو سمجھنا اور مشاہدہ کرنا ہے تو ڈاکٹر سید فضل اللہ صابری چشتی عفی عنہ کی کتاب "تحریفات" کا مطالعہ کریں۔ اِس کتاب میں مصنف نے بہت ہی اچھے انداز میں کافی ساری تحریفات کا پردہ چاک کیا ہے۔ اگر اس کتاب کو آپ مکمل پڑھ لیں گے تو مجھے اُمید ہے کہ یہ آپ کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اس کتاب کے "گذارشات" سے میں ایک عبارت نقل کرتا ہوں، جس میں تحریر کی اہمیت اور اہلِ باطل کا رَد بھی واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

گذارشات

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔ اور درود و سلام

اُس کے حبیب ﷺ کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار فضل و رحمت تمام صحابہ کرام وجملہ اہلِ بیت عظام پر۔

عصرِ حاضر میں اسلامی کتب میں بعض جماعت کی طرف سے کثرت سے تحریفات ہو رہی ہیں۔ کوئی بھی حسّاس اور ذمے دار مسلمان اس گھناؤنے فعل کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آج اگر ہم ان تحریفات کو اُجاگر نہیں کریں گے تو آنے والے نسلیں اصل کتابوں اور اسلاف کے موقف کو سمجھنے میں ناکام رہے گی اور آسانی سے گمراہیت کا شکار ہو سکتی ہیں۔ کتابوں میں یہ تحریفات دراصل اسلام کی بنیادیں کمزور کرنے کی ایک سازش ہے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

گزشتہ چند سالوں سے دینی کتابوں کی تحقیق و مطالعے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ وہابی، غیر مقلد، دیوبندی، اہلِ قرآن وغیرہ گمراہ فرقے دینی کتابوں میں تحریف کر کے شائع کر رہے ہیں۔ یہ بدمذہب فرقے اتنے جری اور بے باک ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے نہ صرف اسلاف اہلِ سنّت کی کتابوں میں، جن پر اسلامی عقائد کی بنیادیں کھڑی ہیں، ان میں تحریف و تغیر کر رہے ہیں، بلکہ اپنے اکابر کی ان تمام تحریروں میں بھی تحریف و خیانت کر رہے ہیں، جن سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اگر آج ہم نے ان تحریفات کی طرف توجہ نہ دی، ان کی گرفت نہ کی تو ہماری مذہبی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی، سیکڑوں سال سے محفوظ چلا آ رہا ہمارے اسلاف کا دینی

و مذہبی ذخیرہ مستقبل میں غیر محفوظ ہوجائے گا اور باطل اپنی تحریف شدہ کتب کے ذریعے اہلِ حق یعنی اہلِ سُنّت و جماعت کو گمراہ و باطل قرار دینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ اسی مقصد کے تحت اس کتاب کو تحریری شکل میں اردو زبان میں آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔(تحریفات، مؤلف سید فضل اللہ چشتی صابری)

اوپر کی عبارت سے علماء کی ذمّے داری بھی بیان ہوگئی۔ علماء تو الحمدللہ! اپنی ذمے داری نبھاکر آخرت کی تیاری کررہے ہیں مگر اتنا کچھ ہمارے سامنے واضح بیان ہونے کے بعد بھی اگر ہم نوجوان ان کتابوں کو اُٹھاکر پڑھتے تک نہیں تو ہماری ہلاکت کو کون روک سکتا ہے؟ خدارا اپنی آخرت کی فکر کریں۔

(۵) علمائے اہلِ سنّت کو اُن کے تحریری میدان میں تنقید نہ کریں۔ وہ صرف اپنے لیے نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ آگے آنے والی نسلوں کے لیے بھی لکھ رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے علماء پر ہی تنقید کرتے رہیں گے تو ہماری نسلوں سے علمائے کرام ختم ہوجائیں گے اور وہ بھی باطل فرقوں کی زَد میں آجائیں گے۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۶) اہلِ باطل کا تحریری رَد ہر دور میں ہوا اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس کے بغیر ایمان پر قائم رہنا دُشوار ہے۔ یہ علمی فن ہے اور اس فن کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہوگا۔ آپ چند لمحات کے لیے اس بات پر غور کریں کہ اگر قرآن پاک، احادیث کریمہ، فقہی مسائل، سیرت و فضائل، اسماء الرجال، اُصولِ تفسیر، اُصولِ فقہ، درسِ نظامی،

لُغات کی کتابیں وغیرہ وغیرہ اگر مُرتّب نہ ہوتیں اور تحریری صورت میں شائع نہ ہوتیں تو کیا آج ہم مسلمان ہوتے؟ اس کے آگے چل کر ہر دور میں اہلِ سنّت نے اہلِ باطل کا رَد کیا اور بے شمار تصانیف اُمتِ مسلمہ تک پہنچائیں۔ اُنھی کی بدولت آج ہم اہلِ سنّت سے وابستہ ہیں۔ لٰہذا آپ سے گذارش ہے کہ علمائے اہلِ سنّت سے دین سیکھیں اور تحریری اہمیت کو جانیں۔

(۷) بدمذہبوں کی شائع کردہ کتابوں کا مطالعہ نہ کریں، نہ ہی ان کی تقریریں سنیں اور نہ ہی ان کی مجلسوں میں شرکت کریں۔ صرف اور صرف علمائے اہلِ سنّت کی کتابیں اور تراجم پڑھیں۔ یہ دھوکے میں نہ رہیں کہ سب کا مفہوم ایک ہی ہے، ایسا نہیں ہے۔

(۸) سوشل میڈیا سے جتنا ہوسکے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ گوگل (Google) سے مسئلے نکالنا بند کریں۔ علما سے رجوع کریں اور مسائل کو کتابوں سے نکالنے کی عادت بنالیں۔ کونسا مسئلہ کس کتاب میں ملے گا اس کا جواب علما سے طلب کریں اور ان کتابوں کو اپنے پاس رکھیں اور ضرورت ہونے پر مطالعہ کریں۔

(۹) سنی سنائی باتوں کو آگے مت پھیلائیں۔ پہلے تحقیق کریں پھر بات آگے پھیلائیں۔ جھوٹی باتوں کو پھیلانا گمراہی اور گناہ ہے۔

(۱۰) کتابوں کے ساتھ وقت گذارنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی تاریخ کو پڑھیں۔ جو قوم اپنی تاریخ بھول جائے وہ ہلاک ہوجاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج کل ہمارے

نوجوان تاریخ نہ پڑھنے کی وجہ سے اہلِ سنّت کو فرقہ پرست کہتے ہیں اور فرقۂ باطلہ کو فرقۂ ناجیہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

(۱۱) انٹرنیٹ پر موجود ڈراماباز مولویوں کو نہ سنیں۔ ان کے عقائد کو دیکھیں۔ ہمارے نوجوان انگریزی مقرروں سے بہت متاثر ہوجاتے ہیں، یہی ہماری ہلاکت کا سبب ہے۔ انگریزی صرف ایک زبان ہے، صداقت نہیں۔ اس معاملے میں زبان کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مقرر کو دیکھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟ کہاں کا ہے؟ اس کے عقائد کیا ہیں؟ اس نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے؟ اس کے اساتذہ کون ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ صرف انگریزی یا دوسری زبان کو سامنے رکھ کر بدمذہبوں کی تقریروں میں اپنے آپ کو لگا دینا ہلاکت کا سبب ہے۔

(۱۲) اہلِ باطل کا ہمیشہ سے یہ اُصول رہا ہے کہ وہ بدعات و خرافات کو اہلِ سنّت کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ یہی کام خصوصاً ہندوستان کے فریب کار غیر مقلدوں اور دیوبندیوں نے کیا ہے۔ اس سے سیکڑوں کتابیں بھری پڑی ہیں۔ یہ لوگ اپنے جھوٹے مذہب کو برقرار رکھنے کے لیے علمائے اہلِ سنّت کی طرف ایسے ایسے جھوٹ منسوب کردیتے ہیں جس کا اہلِ سنّت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہاں پر صرف ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو تمل ناڈو کے غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کی فریب کاریاں ظاہر ہوجائیں گی۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ ایک دلیل حق اور باطل کو

سمجھنے کے لیے کافی ہوگی۔

ہندوستان میں موجودہ ریاست تمل ناڈو میں ''تمل ناڈو توحید جماعت'' غیر مقلدوں کی ایک جماعت ہے، جن کی بنیاد ہی جھوٹ، مکر اور فریب پر رکھی گئی ہے۔ انبیائے کرام کی شان میں گستاخیاں کرنا، صحابہ کرام اور صالحین پر لعن طعن کرنا، اولیاء کرام اور اہلِ سنّت کا مذاق اُڑانا اس خارجی جماعت کی تعلیمات میں سے ہے۔ ابلیس کو بھی حیا آجائے اِن ظالموں کی اس قدر بد اعمالیاں معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ اسی دجّالی جماعت نے اعلیٰ حضرت کی طرف چند جھوٹی باتیں منسوب کر کے اپنی ویب سائٹ www.onlinetntj.com میں شائع کیا۔ اور ان تمام جھوٹی باتوں کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے میں انھوں نے دیوبندیوں کا سہارا لیا، جی ہاں۔

توحید جماعت نے واضح الفاظ میں دیوبندیوں کی تائید کرتے ہوئے لکھا کہ ذیل کے مُشرکانہ عقائد انھوں نے دیوبندیوں کے ماہانہ رسالے سے لیے ہیں، جو شہر چنئی (مدراس) کے کاشف الہدیٰ مدرسے سے شائع ہوتا ہے۔ اُس رسالے کا نام ''مَنار الہدیٰ'' ہے، جس کے اکتوبر و نومبر ۲۰۰۶ء کے شمارہ میں ایک مضمون ''بریلویوں کا تاریخی جائزہ'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ دیوبندیوں نے جو باتیں اعلیٰ حضرت کے خلاف لکھی تھیں، اُس کو ان دجّالوں نے اپنی ویب سائٹ پر لکھ دیا بغیر کسی تحقیق کے۔ ان لوگوں کو تو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے تھا کہ یہ خود اپنی جہالت کو عام کر رہے ہیں اور

لوگوں کے سامنے اپنی حیثیت کو داغدار کر رہے ہیں۔ جب میں نے یہ رسالہ پڑھا تو مجھے افسوس ہوا کہ یہ کس قدر جھوٹ لکھ رہے ہیں اور وہ بھی بغیر کسی تحقیق کے۔ ان دجّالوں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ کوئی بات بھی بغیر تحقیق کے کرتے ہی نہیں اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالتے ہیں۔ اب لوگوں کو بات سمجھنی چاہیے کہ ان فریب کاروں کی علمی حیثیت کیا ہے۔ ایک جھوٹے نے جھوٹ کہا اور دوسرے جھوٹے نے اُسے عام کر دیا بلا تحقیق۔ اس وقت مجھے راحت اندوری صاحب کا ایک شعر ذہن میں آرہا ہے۔

جھوٹوں نے جھوٹوں سے کہا ہے سچ بولو
سرکاری اعلان ہوا ہے سچ بولو
گھر کے اندر جھوٹوں کی ایک منڈی ہے
اور دروازے پر لکھا ہوا ہے سچ بولو

اب دیکھیں کہ وہ جھوٹی باتیں کیا تھیں، جسے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر دیا۔

مزاراتِ صالحین کا سجدہ کرنا جائز ہے۔

نبی ﷺ ہر جگہ موجود ہیں اور ہر چیز کو دیکھتے ہیں

چند اولیاء اللہ میں بھی یہ صفت موجود ہے۔

شیخ عورتوں کو ہاتھ پکڑ کر بیعت کر سکتا ہے۔

میں نے یہاں ان چار باتوں کا فقط تذکرہ کیا ہے۔ آپ اسکین پیج میں سات چیزیں دیکھ سکتے ہیں جن کا غلط مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ اوپر پیش کردہ تمام باتوں کا اعلیٰ حضرت نے رَد کیا ہے اور ان موضوع پر ایسی ایسی نایاب کتابیں لکھی ہیں جن سے آج بھی عرب وعجم کے علماء استفادہ کررہے ہیں۔ تمل ناڈو میں موجودہ یہ جاہل دجّال جماعت کے لوگوں کی علمی حیثیت کو میں کیا کہوں، اگر انھوں نے فتاویٰ رضویہ شریف کی فہرست بھی کھول کر دیکھ لی ہوتی تو یوں رُسوائی نہ ہوتی۔ صرف سجدہ تعظیم کے حرام ہونے پر میرے امام نے جو رسالہ ''الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ'' تحریر فرمایا ہے اور ایسے ایسے دلائل لائے ہیں کہ ایسی تحریر ان دجّالی جماعتوں میں آج تک کسی نے عربی زبان میں نہیں لکھی ہوگی۔ لعنت اللہ علی الکذبین اللہ کی لعنت ہو ان جھوٹوں پر جو جھوٹ کو آگے پھیلاتے ہیں۔ اس کے متعلق فقیر نے دو خطوط کاشف الہدیٰ مدرسے کو بھی بھیجے ہیں اور ان سے دلائل طلب کیے گئے مگر دو سال سے جواب نہیں آیا۔ لہٰذا نوجوانوں سے گذارش ہے کہ وہ ہر سُنی سنائی بات پر یقین نہ کریں بلکہ علماء سے رُجوع کریں۔ اور ان جھوٹے خارجی دجّالی فتنوں سے اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ توحید جماعت کے جھوٹ وفریب کا اسکین پیج یہاں پیش کرتا ہوں۔

آخری گذارش

اس مختصر مضمون میں اس فقیر نے کوشش کی ہے کہ تحریر کی اہمیت کو اپنے نوجوان نسلوں کے سامنے رکھ دوں۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ علمائے کرام کی قدر کریں اور اُن سے وابستہ ہوجائیں۔ موجودہ دَور کے تمام فتنوں سے اپنے آپ کو بچائیں اور علمائے اہلِ سنّت کی تحریروں کو اپنے گھر کی زینت بنائیں۔ عقائد اہلِ سنّت کو خود بھی پڑھیں اور اپنے بچّوں کو بھی سکھائیں۔ کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیں، ہمیشہ مسائل کو علماء سے دریافت کریں اور ہر اشکال کے موقع پر علماء سے رُجوع کریں۔

اس مکمل مضمون کو پڑھنے کے بعد مجھے اُمید ہے کہ آپ حضرات کو تحریر کی اہمیت سمجھ آگئی ہوگی۔ علمائے اہلِ سنّت یونہی اہلِ باطل کا رَد نہیں کرتے بلکہ یہ اُن کی ذمے داری ہے جس کا آخرت میں اُن سے سوال ہوگا۔ الحمدللہ! علمائے کرام اپنا کام انجام دے رہے ہیں اور سب کی آخرت کو سنوار رہے ہیں۔ مگر ہمارا کیا ہوگا؟ ہم نے تو علماء کی تصانیف سے منہ پھیرا ہوا ہے۔ خدا نہ کرے اگر ہم گمراہ ہوجائیں اور باطل فرقوں کے فتنے میں گرفتار ہوجائیں تو آخرت میں ہمارا کیا حال ہوگا؟ اسی لیے کہتا ہوں ائمہ اربعہ کے مذہب پر قائم رہیں اور تحریر کی اہمیت کو سمجھیں۔ جاہلوں سے دوری اختیار کریں، علماء سے نزدیکی قائم کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اہلِ سنّت و

جماعت کے عقائد و نظریات پر قائم رکھے اور اسی حالت میں ہمیں موت نصیب فرمائے اور آخرت میں بھی ہمیں انہی علمائے اہلِ سنّت کے ساتھ اُٹھائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

(کنزالایمان، سورہ یٰس، ۱۷)

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹر نیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
رد ناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابو الفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (حصہ 1)	از قلم خالد تسنیم المدنی
اصطلاحات فقہ (باعتبار حروف تہجی)	از قلم: محمد ندیم عطاری مدنی
مقالات ادروی	از قلم محمد سلیم انصاری ادروی
روزوں کے مسائل	از قلم محمد اویس رضا عطاری رضوی
تعارف شرف ملت	از قلم ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟	از قلم کبیر احمد شیخ

AMO

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS r

PS graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

www.enikah.in

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm

9102520764

BANK DETAILS

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate



اہل باطل کا
تحریری رد
کیوں ضروری ہے؟

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.
read more about us on **www.abdemustafa.com**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL
SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION
ISBN (N/A)